دسمبر
2022ء

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ (القرآن:54)

ماهنامه

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 16 | وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران) | جمادی الاولیٰ: 1444ھ

شمارہ : 12 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ سورۃ القمر) | دسمبر : 2022ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبداللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرتعاون: اندورنِ ملک 600 روپے | معمول کا شمارہ: 60 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِتعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقی ؒ	9
سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت	5	انجینئر فیضان حسن	22
فتنۂ دجال (حصہ سوم)	6	محمد نعمان اصغر	37
پاکستان کے موجود حالات کی ابتری	7	مولانا محمد انور چیمہ	48
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے ﷺ است	8	عبداللہ ابراہیم	55
تبصرہ وتعارف کتب	9		59
آئینہ حکمت بالغہ 2022ء	10		62

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری رحمہ اللہ
انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02)	اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	220-218

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَ جٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کے لیے وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے

Surly those who believe and those who
leave everything and strive in Allah's cause

اُولٰٓئِكَ يَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰهِ

وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں

Such do hope for Allah's mercy

وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۱۸﴾

اور اللہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے

And Allah is Forgiving, Merciful.

يَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَ الۡمَيۡسِرِ

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں

They ask you about the wine and the gambling

قُلۡ فِيۡهِمَاۤ اِثۡمٌ كَبِيۡرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ

کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں

Tell (them): “There is a great sin in both of them,

Although with some benefits for the people

وَ اِثۡمُهُمَاۤ اَكۡبَرُ مِنۡ نَّفۡعِهِمَا

اور ان کے نقصان فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں

But their sin is greater than their benefit.”

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ

اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ راہ میں) کونسا مال خرچ کریں

And they ask you what to spend in charity

قُلِ الۡعَفۡوَ

کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو

Tell them (to spend) the surplus.

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۱۹﴾

اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو

This way Allah makes His signs: clear to you,

So that you may reflect (upon their implications)

فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ

(یعنی) دنیا اور آخرت (کی باتوں) میں (غور کرو)

In this life, as well as, in the hereafter.

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡيَتٰمٰى

اور تم سے یتیموں کے بارے میں بھی دریافت کرتے ہیں

And they ask you regarding the orphans.

قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ

کہہ دو کہ ان کی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے

Tell them, "To improve their lot is the best."

وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ

اور اگر تم ان سے مل جل کر رہنا (یعنی خرچ اکھٹا رکھنا) چاہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں

But if you become co-partners with them
After all they are your brothers

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ

اور اللہ خوب جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون

and Allah knows the one who spoils, against
the one who looks for (their) welfare

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ

اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو تکلیف میں ڈال دیتا

and if Allah wanted He could put you in
trouble (in this matter).

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

بے شک اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے

Indeed Allah is Mighty, Wise.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں!
اللہ کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار
جو حرفِ "قُلِ الْعَفْو" میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

علامہ اقبال
ضربِ کلیم

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَیَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِیَ الْکَبِیرَ الْمُتَعَالِ

وہ بندہ بُرا ہے جس نے تکبر کیا اور اکڑ کر چلا اور اُس بڑی شان والے کو بھول گیا جو بالاتر ہے

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰی وَ نَسِیَ الْجَبَّارَ الْأَعْلٰی

وہ بندہ بُرا ہے جس نے زبردستی اور زیادتی کی اور اُس زبردست کو بھول گیا جو سب پر غالب ہے

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَ لَهَا وَ نَسِیَ الْمَقَابِرَ وَ الْبِلٰی،

وہ بندہ بُرا بندہ ہے جو غافل اور لاپرواہ ہوا اور مرنے اور بوسیدہ ہونے کو بھول گیا

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰی وَ نَسِیَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهٰی،

وہ بندہ بُرا بندہ ہے جو سرکش ہوا اور حد سے بڑھ گیا اور اس نے ابتدا اور انتہا کو بھلا دیا

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ یَخْتِلُ الدُّنْیَا بِالدِّینِ،

وہ بندہ بُرا بندہ ہے جو دین کے ذریعے دنیا طلب کرتا ہے

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ یَخْتِلُ الدِّینَ بِالشُّبُهَاتِ، بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ یَقُودُهُ

وہ بندہ بُرا بندہ ہے جو شکوک وشبہات سے دین کو خراب کرتا ہے

وہ بندہ بُرا بندہ ہے جس کی لالچ اس کو کھینچ کر لے جاتی ہے

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًی یُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ یُذِلُّهُ

وہ بندہ بُرا بندہ ہے جس کی خواہش اس کو گمراہ کرتی ہے

وہ بندہ بُرا بندہ ہے جس کی رغبت اسے ذلیل کرتی ہے

(ترمذی عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا)

ے زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

1

حکمت بالغہ کے اس شمارہ کے ساتھ ہی اس کی مسلسل اشاعت کو 16 سال مکمل ہوئے ——اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ—— اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر واجب ہے کہ جس کی خاص لطف وعنایت سے یہ خیر کا کام جاری ہے۔ اس رسالے کی مسلسل اشاعت سے جو خیر پھیل رہا ہے وہ خالصتاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کمی کوتاہی رہی ہے وہ ہماری طرف سے ہے اور اس ضمن میں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عفو ودرگزر کے خواستگار ہیں۔

2

اس 16 سالہ اشاعت کے دور میں گزشتہ سال تک 15 خصوصی شمارے بھی شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے اور ان کے اذہان کے فکری دریچے کھولنے کا باعث بنے۔ ان خصوصی اشاعتوں میں سے 14 اشاعتیں حکمت بالغہ کے بانی مدیر محترم انجینئر مختار فاروقی صاحب مرحوم ہی کے قلم کی مرہونِ منّت تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں ان کی محنتوں کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین

3

بانی مدیر کی رحلت کے فوراً بعد ایک خصوصی اشاعت ''یادِ فاروقی نمبر'' کے نام سے گزشتہ سال شائع ہوئی اور ہر سال ایک خصوصی اشاعت کا تسلسل قائم رہا۔ تاہم اس سال حکمت بالغہ کا کوئی خصوصی شمارہ شائع نہ ہوسکا، راقم کو اپنی اس کمی کا اعتراف ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہے کہ وہ اس ضمن میں خصوصی مدد فرمائے۔

4

بانی مدیر کے بعد بھی حکمت بالغہ کو شائع ہوتے سال سے اوپر ہونے کو ہے۔ اب تک کی حاصل کردہ واحد کامیابی یہی رہی ہے کہ یہ بغیر کسی تعطّل کے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ معیار پر یقیناً فرق پڑا ہوگا لیکن اس کے باوجود قارئین کے تبصرہ جات نہایت حوصلہ افزا ہیں۔

5

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنۡ لَمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰہَ (ترمذی)

''جس نے انسانوں کا شکریہ ادانہیں کیا اُس نے اللہ کا شکر ادانہیں کیا''۔

لہٰذا ہم اُن تمام حضرات کے بھی شکر گزار ہیں جو دامے، درمے، سخنے، قلمے ادارہ کے ساتھ تعاون کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔

6

آرزو ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس رسالے کو جاری وساری رکھیں، خیر کے پھیلنے کا ذریعہ بنائیں اور قرآن کی خدمت اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سفر میں اس کا حصہ بھی شامل فرمادیں۔ آمین یا رب العالمین

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

آیات 177 تا 182

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرلو

پہلے بھی یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سورۃ البقرہ کے اس حصے میں کچھ آیتیں ایسی بھی ہیں جو بہت اہمیت کی حامل ہیں جیسا کہ آیت نمبر 164 ہم پڑھ آئے ہیں جسے 'آیت الآیات' کہا جاتا ہے اور اس میں مظاہر قدرت کو بیان کیا گیا ہے اور آگے 'آیت الکرسی' بھی آئے گی جو تمام آیات کی سردار ہے۔ اسی طرح اب یہ 'آیت البر' آرہی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ نیکی کی حقیقت کیا ہے؟ نیکی کی بنیاد کیا ہے؟ اور نیکی کے مظاہر کیا ہیں؟

یہ بات تو آپ کو معلوم ہے کہ ہم جو نیک کام کرتے ہیں اللہ کے ہاں سے اس کا اجر ایک گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے یا اس سے بھی زیادہ۔ نماز کی مثال ہی لے لیں کہ باجماعت نماز ہورہی ہو اس میں کوئی شخص ایسا بھی ہوسکتا ہے جو سات سو گنا ثواب لے رہا ہے یعنی سات سو نمازوں کا ثواب لے رہا ہے اور کوئی ایسا بھی ہوسکتا ہے جو ایک ہی نماز کا ثواب لے رہا ہے اور کوئی ایسا بھی ہوسکتا ہے، جو دکھاوے کی نماز پڑھ رہا ہو، کہ اس کو اُلٹا مائنس مارکس مل رہے ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس

نے (ثواب تو کیا کمایا) گویا شرک کیا۔اب یہ ایک ہی صف میں کھڑے ہوکر اگر اجر وثواب میں اتنا فرق ہے کہ مائنس مارکس سے لے کر سات سو گنا تک کا فرق ہے تو آپ سوچیے کہ یہ فرق کس بنیاد پر ہے؟ یہ نماز میں جو ایک باطنی عنصر (ESOTERIC ELEMENT) ہے اس کے حساب سے ہے کہ کون کس احساس کے تحت نماز پڑھ رہا ہے، کون اپنے آپ کو اپنے خالق اور مالک کے سامنے اللہ کے سامنے محسوس کر رہا ہے، اور کون ایسے ہی مارے باندھے کا مجبوراً کھڑا ہو گیا ہے۔اس لحاظ سے اجر وثواب کا فرق ہے۔تو یہاں فرمایا گیا کہ صرف آ کر کھڑے ہو جانے کا نام نیکی نہیں ہے، مشرق ومغرب کی طرف منہ کر کے یا قبلے کی طرف منہ کر کے یا اور کسی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جانا یہ نیکی نہیں ہے، آجانا نیکی نہیں ہے بلکہ انسان کے اندر وہ احساس، وہ جذبہ، وہ قوتِ محرکہ جس کے تحت وہ کوئی کام کر رہا ہے وہ ہے اصل فیصلہ کن چیز۔یا اس کو اور عام الفاظ کہا جائے تو ہر کام کے پیچھے انسان کی جو نیت ہوتی ہے وہ ہے نتیجہ خیز اور نتیجہ آور جس کی بنیاد پر فیصلہ ہوتا ہے کہ کس آدمی کو اس کام کا کتنا اجر ملنا چاہیے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ بے شک اعمال کے اجر وثواب کا انحصار نیتوں پر ہے۔لہٰذا فرمایا: نیکی مشرق ومغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جانے کا نام نہیں ہے

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ بلکہ نیکی تو اس شخص کی ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور انبیاء پر

یہ پانچ چیزوں پر ایمان کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ایمان کا خلاصہ ہیں۔بنیادی ایمانیات تین ہیں: ایمان باللہ، ایمان بالآخرت اور ایمان بالرسالت۔ایمان باللہ اور نیکی کا تعلق یہ ہے کہ انسان نیکی کا کام اللہ تعالیٰ کے لیے کرے۔ایمان بالآخرت اور نیکی کا تعلق یہ ہے کہ انسان نیکی کے کام کا اجر آخرت میں چاہے۔ایمان بالرسالت اور نیکی کا تعلق یہ ہے کہ انسان نیکی کا کام رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر کرے۔

وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اور اس نے خرچ کیا اپنا مال اس کے باوجود کہ مال کی بہت محبت ہے

ایمان کے بعد اس ایمان کا سب سے پہلا مظہر بنی نوع انسان پر اپنے خون پسینے کی

کمائی کو خرچ کرنا ہے۔ کسی کے دکھ درد میں کام آجانا، کسی کی ضرورت پوری کر دینا، اپنی حلال کمائی جو خون پسینے سے انسان کماتا ہے اس کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے لٹا دینا۔ اور کس کو یہ خواہش نہیں کہ اس کے پاس ڈھیروں پیسہ ہو لیکن اس کے باوجود اگر اللہ کا حکم ہے تو وہاں وہ پیسہ آدمی خرچ کر دے یہ اس کی نیکی کا سب سے پہلا مظہر ہے۔ قرآن مجید کی رو سے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی انسان عابد، زاہد، مفسر، مفتی اور عالم تو ہوسکتا ہے لیکن نیک نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی کمائی کا ایک وافر حصہ اللہ کے راستے میں اللہ کے بندوں پر اور بنی نوع انسان پر خرچ نہ کر سکے، ان کی ضرورتوں پر خرچ نہ کر سکے اس وقت تک آدمی باقی سب کچھ ہوسکتا ہے ــــ حاجی، نمازی، عابد، زاہد، تہجد گزار ــــ لیکن نیک نہیں ہوسکتا۔ یہ سب سے پہلا مظہر ہے انسان کی نیکی کا کہ ایمان کے بعد مال خرچ کرنا چاہیے۔ اگرچہ مال کی بہت محبت ہے لیکن پھر بھی آدمی خرچ کرے۔

ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں پر اور گردنوں کے چھڑانے میں

یہ پہلا مرحلہ ہے کہ آدمی اپنی کمائی کو ان مدات میں، جو قرآن مجید مقرر کر رہا ہے، کھلے دل کے ساتھ خرچ کر سکے۔ اس کے بعد ذکر ہے کہ نماز بھی پڑھے۔ قرآن مجید میں نیکی کی جو شرطِ لازم قرار دی گئی ہے ہم اس کو بائی پاس کر کے سب سے پہلے نماز پر آجاتے ہیں حالانکہ قرآن مجید اس تصور کی نفی کر رہا ہے قرآن مجید یہ تصور دے رہا ہے کہ اگر تم نیک بننا چاہتے ہو تو یہ کام پہلے کرنا ہوگا۔ چوتھے پارے کی پہلی آیت اور زیادہ واضح ہے اس مضمون کے اعتبار سے ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ تم نیکی کو پہنچ ہی نہیں سکتے جب تک تم اللہ کے راستے میں وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے سب سے زیادہ پسند ہے۔ مال اور دوسری محبوب چیزیں جب تک ان کو اللہ کے راستے میں خرچ نہ کر لو یا خرچ کرنے پر آمادہ نہ ہو جاؤ کہ جب کبھی موقع آئے گا میں خرچ کر دوں گا اس کا بھی ایثار کر دوں گا یہ بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دوں گا جب تک یہ جذبہ پیدا نہ ہو جائے آدمی نیک نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد ذکر ہے

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے

خرچ کرنے کا دوبارہ ذکر ہے کہ مال کی زکوٰۃ بھی دے۔ وہ جو اوپر خرچ کرنا ہے وہ

زکوٰۃ سے OVER & ABOVE ہے۔

وَ الۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا اور (نیک لوگ وہ ہیں) جو اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب کہ وعدہ کر بیٹھیں

اگر آدمی وعدہ پورا نہیں کرسکتا تو آدمی کے اندر جرأت ہونی چاہیے کہ وہ کہہ دے کہ میں وعدہ نہیں کرسکتا کہ میں یہ کام کروں گا، میں نبھا نہیں سکتا، پورا نہیں کرسکوں گا۔لیکن لوگ وعدہ کر بیٹھتے ہیں اور دل میں یہ ہوتا ہے کہ پورا کس نے کرنا ہے پورا کرنے کا تو ارادہ ہی نہیں ہوتا لہٰذا وہ وعدہ خلافی کے مجرم شمار ہو جاتے ہیں۔تو قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ نیک آدمی وہ ہے جو اگر وعدہ کر بیٹھے اس کو حتی المقدور جان پر کھیل کر بھی نبھائے،اس کو پورا کرے۔

وَ الصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيۡنَ الۡبَاۡسِ اور خاص طور پر وہ ہیں جو صبر کرنے والے ہیں تنگی اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت بھی

ہمارا تصور عام طور پر یہ ہے ہم نیک اس آدمی کو کہتے ہیں کہ جو عام مفہوم میں شریف آدمی ہے کہ کبھی اس کا کسی سے جھگڑا نہیں ہوا،کبھی وہ کسی سے اونچا بولا نہیں،کبھی کسی کو جھڑکا نہیں۔ ہم اس کو بڑا نیک آدمی سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ نیک وہ ہیں جو تنگی میں اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت میں صبر کرنے والے ہیں۔گویا کہ نیک آدمی کا کبھی کسی کے ساتھ جنگ کا موقع آسکتا ہے۔آمنے سامنے بیٹھ کر معاملات سے آگے بڑھ کر لڑائی کا موقع ہوتا ہے کہ تلواریں نکال کر اور ہتھیار ہاتھ میں لے کر میدانِ مقابلہ میں آیا جائے۔تو قرآن کا جو نیکی کا تصور ہے وہ ہمارے ذہنوں میں جو نیکی کا تصور ہے اس سے بہت مختلف ہے۔اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں (اپنے نیکی کے دعویٰ میں)

ایسے تو ہر شخص کہنے کو تیار ہے ہر نمازی ہر حاجی ہر پرہیزگار ہر ذخیرہ اندوزی کرنے والا بھی کہنے کو تیار ہے کہ اس نے حج کیا ہے وہ بڑا نیک ہے۔لوگ بھی کہنے کو تیار ہیں کہ ٹھیک ہے یہ نیک آدمی ہے لیکن اپنے نیک ہونے کے دعویٰ میں سچا صرف وہ ہے جس کی زندگی اس انداز میں اور اس طریقے کے مطابق میں گزر رہی ہے جو اس آیت میں بیان ہوا۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۷﴾ اور یہی لوگ متقی ہیں،اہل تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا معیار بھی یہی ہے۔ کوئی جُبّہ اور ہاتھ میں عصا اور تسبیح اور سر پر پگڑی اور اس طرح کی علامات تقویٰ کی بنیاد نہیں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک حدیث میں فرمایا کہ اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا کہ تقویٰ تو یہاں ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کے جو مظاہر قرآن بتاتا ہے وہ سامنے آنے چاہئیں۔ جو ہمارے خودساختہ تقویٰ کے معیارات ہیں قرآن مجید ان کی ذمہ داری نہیں لیتا۔ ہم نے کچھ مظاہر کو تقوے کا معیار بنالیا ہے حالانکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے صداقت یہ ہے نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے خون پسینے کی کمائی کو بنی نوع انسان کے فائدے کے لیے خرچ کر سکے اللہ کے حکم کے مطابق، اس کے بعد آدمی نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، وعدے کی پاسداری کرے اور اللہ کے راستے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، وعظ ونصیحت اور تبلیغ کرے اور دعوت کا کام کرے حتیٰ کہ لوگ مقابلے کے لیے جنگ میں آجائیں تو نیک لوگ وہ ہیں جو اس جنگ میں بھی صبر کریں اور برداشت کریں تنگی اور تکلیف اور جنگ میں بھی پیٹھ نہ دکھائیں وہ لوگ ہیں جو اپنے نیکی کے دعوے میں سچے ہیں۔

اس لحاظ سے قرآن مجید کا جو فلسفہ اخلاق ہے، نیکی کیا ہے، انسان نیکی کیوں کرتا ہے، کیوں کرنی چاہیے اس کی بنیاد قرآن مجید کی اس آیت پر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس چیز کی آج کے دور میں زیادہ ضرورت ہے۔ چونکہ جدید فلسفے اور سارے مغربی تہذیب وتمدن کی بنیاد انھوں نے تین صحیح چیزوں کو ہٹا کر تین غلط چیزوں پر رکھی ہوئی ہے لہٰذا وہ قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ (1) اللہ کو بھلا کر انہوں نے کائنات کو اصل قرار دے دیا ہے اور (2) آخرت کی زندگی کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی کی اہمیت ان کے سامنے ہے۔ وہ آخرت کو بھلا بیٹھے ہیں اور (3) روحِ انسانی، جو حیاتِ انسانی اور حقیقت انسان کا باطنی پہلو ہے، اس کو بھلا کر انسان کے مادی وجود اور جسد خاکی کی اہمیت ان کے سامنے زیادہ ہوگئی ہے۔ ان کی ساری سوچ کی بنیاد اور سارا فلسفہ اخلاق انہی تین چیزوں پر ہے لہٰذا وہ کبھی بھی حقیقت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ہم قرآن کی ان تعلیمات کو اجاگر کریں تو لازماً ہم ان کو متاثر کر سکتے ہیں، ان کے سامنے ایک صحیح بات پیش کر سکتے ہیں کہ یہ قرآن کا فلسفہ اخلاق ہے جس میں وہ باطنی پہلو شامل ہے کہ یہ کائنات اصل نہیں ہے اللہ کی ذات اصل ہے اور یہ دنیا کی زندگی اصل حقیقت نہیں ہے آخرت کی زندگی اصل

حقیقت ہے اور انسان کا یہ ظاہری وجود اصل حقیقت نہیں ہے بلکہ انسان کو جو اشرف المخلوقات بنانے والی چیز ہے وہ تو انسان کی روح ہے نہ کہ انسان کا یہ مادی وجود۔

جیسا کہ پہلے یہ بات بھی سامنے آ چکی ہے کہ سورۂ بقرہ کے اس حصے میں چار قسم کے مضامین چار لڑیوں کی طرح چل رہے ہیں: عبادات، معاملات، جہاد بالمال اور جہاد بالنفس۔ اب آگے پھر احکام کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اے اہل ایمان! تم پر لکھ دیا گیا ہے (یعنی فرض کر دیا گیا ہے) قصاص قتل کیے گئے لوگوں میں

یہ قصاص کا حکم بیان ہو رہا ہے یعنی اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو قاتل کو اس کے بدلے قتل کرنا تم پر فرض کر دیا گیا۔ یہ فوجداری قانون ہے جو قرآن مجید میں ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی تلاوت کر کے ہم نے اس کا حق ادا کر دیا اور فارغ ہو گئے حالانکہ یہ فوجداری قانون تقاضا کرتا ہے کہ انگریز کا بنایا ہوا قانون جو سیشن عدالتوں میں چلتا ہے وہ ہٹانا چاہیے اور قرآن کے اس قانون کے مطابق فیصلے ہونے چاہئیں تب تو قرآن مجید، اللہ کے کلام کے اُترنے کا کوئی فائدہ بھی ہے۔ اگر ہم صرف تلاوت کر کے اور دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیر کر سمجھیں کہ حق ادا ہو گیا تو یہ قرآن مجید کے ساتھ ظلم ہے۔

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی آزاد آدمی کے بدلے میں آزاد آدمی اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت (ہی کو قتل کیا جائے گا)

تصور یہ دیا جا رہا ہے کہ برابری کی بنیاد پر یہ معاملہ ہوگا زیادتی کسی کے ساتھ نہیں ہوگی۔ چاہے قتل کرنے والا کسی اونچے خاندان کا ہے تب بھی اس کی جان لے لی جائے گی اور اگر مقتول اونچے خاندان کا ہے قتل کرنے والا کوئی غلام ہے یا کسی پست طبقات میں سے ہے تو یہ نہیں ہے کہ ایک کے بدلے میں کئی قتل کر دیے جائیں گے جیسا کہ اُس معاشرے میں ہوتا تھا۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ برابری کی بنیاد پر ہوگا۔ آزاد کے بدلے میں آزاد اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت۔

فَمَنۡ عُفِیَ لَہٗ مِنۡ اَخِیۡہِ شَیۡءٌ پھر جو آدمی کسی بھائی کو معاف کر دے گا کچھ اس میں سے

اصل میں قرآن مجید کا جو فلسفہ ہے فوجداری قانون میں، خاص طور پر قتل کے معاملات میں کہ جس پر جرم ثابت ہو جائے کہ اس نے قتل کیا (عدالت کا کام صرف اتنا ہے کہ جرم ثابت کر دے کہ ہاں اس شخص نے قتل کیا ہے) اس قاتل کا ہاتھ مقتول کے ورثا کے ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا کہ اب اس کی جان ان کے قبضے میں ہے ان کے اختیار میں ہے۔ اسلامی قانون میں صدرِ مملکت کو بھی معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ مغربی قانون ہے جس میں اختیار دے دیا گیا۔ اسلامی قانون میں صرف ورثاء کے اختیار میں ہے کہ وہ چاہیں تو اسے سرے سے ہی معاف کر دیں۔ اس سے بہتر کوئی شکل نہیں ہو سکتی کہ بھائی چارہ قائم ہو جائے گا، ساری دشمنیاں ختم ہو جائیں گی ورنہ ہمارے معاشرے میں جو قتل در قتل کے سلسلے سو سو سال سے چل رہے ہیں کتنے کتنے آدمی مارے جاتے ہیں تو اگر معاف کر دیا جائے تو وہ سلسلہ وہیں ختم ہوتا ہے۔ اگر سرے سے معاف نہیں ہو سکتا تو خون بہا اور دیت لی جا سکتی ہے۔ وہ بھی مقتول کے ورثاء فیصلہ کریں گے کہ ہمیں قصاص لینا ہے کہ دیت لینی ہے یا معاف کرنا ہے۔ پھر اس دیت میں بھی چاہیں تو بالکل معاف کر دیں یا آدھا لے لیں تو بھی انہیں اختیار ہے، اس میں کوئی حکومت یا عدالت کی طرف سے پریشر نہیں ہوگا۔ اس میں دراصل ایک EMANCIPATION ہوتی ہے کہ اب یہ معاملہ تمہارے اختیار میں ہے۔ جب مقتول کے ورثاء کے ہاتھ میں قاتل دے دیا جائے تو آدھا غصہ اور آدھی عداوت اور انتقام کا جذبہ تو اسی وقت ختم ہو گیا کہ آج یہ قاتل ہمارے رحم و کرم پر موجود ہے تو اکثر و بیشتر دشمنی ختم بھی ہو جاتی ہے لہٰذا آدمی حقیقت کی بنیاد پر سوچتا ہے کہ اب اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے۔ یہ حکمتیں ہیں جو اللہ کے قانون میں ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر کسی نے اس میں سے اپنے بھائی کو معاف کر دیا

فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ اِلَیۡہِ بِاِحۡسَانٍ تو پھر اس کی پیروی کرنی چاہیے دستور کے موافق اور ادا کرنا چاہیے اس کو خوبی کے ساتھ

مقتول کے ورثاء دستور کے مطابق اور معقول دیت کی رقم کا مطالبہ کریں پھر جو طے ہو جائے قاتل اسے خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرے۔

ذٰلِكَ تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ رَحۡمَةٌ یہ آسانی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اس کی مہربانی ہے

فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ اور جو اس کے بعد پھر کوئی زیادتی کرے

ایسا بھی ہوتا ہے کہ معاف کر دیا اس کے بعد پھر زیادتی ہوگئی

فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ تو اس کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے۔

وَلَكُمۡ فِى الۡقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِى الۡاَلۡبَابِ اور اے عقل والو! قصاص میں تمہاری زندگی ہے

لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾ تاکہ تم بچ جاؤ

یہ قرآن مجید کا ہی خاصہ ہے، اللہ کے کلام ہی کی یہ شان ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے توازن کے ساتھ معاملات کو ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ ایک طرف قصاص کی اہمیت کو واضح کیا ہے کہ قصاص لینے میں تمہاری زندگی ہے اور دوسری طرف یہ واضح کیا ہے کہ اگر قصاص میں معاف کردو گے تو اس میں تمہارے لیے بہتری ہے۔ اب یہ دونوں باتیں ہیں۔ انفرادی سطح پر دیکھیں تو کوئی جرم کسی سے سرزد ہوگیا آپ نے اس کو معاف کر دیا درگزر کر دیا انسان کی روحانی ترقی کے اعتبار سے یہ بہت اونچا کام ہے لیکن اجتماعی سطح پر قصاص لینا بدلہ لینا یہ اتنا ہی زیادہ ضروری ہے۔ اس لیے کہ جس معاشرے میں اگر یہ خیال عام ہو جائے کہ یہاں تو کوئی پکڑ ہے ہی نہیں یہاں تو کوئی پوچھنے والا نہیں، قتل کرو معاف کرالو تو اس معاشرے میں تو جان کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہے گی۔ لہٰذا ایک کام انفرادی سطح پر ہے کہ معاف کر دینا اعلیٰ درجہ نیکی کا کام ہے اور ایک اجتماعی سطح پر اس کا تقاضا ہے کہ معاشرے میں قصاص بھی زندہ رہنا چاہیے، ڈاکوؤں، لٹیروں اور چوروں اور قاتلوں کو یہ احساس بھی رہنا چاہیے کہ قصاص بھی لیا جاتا ہے بدلہ بھی لیا جاتا ہے پکڑا بھی جاتا ہے اور جان جا بھی سکتی ہے۔ لہٰذا معاشرے میں امن وامان قائم رہ سکے۔ یہ جو توازن ہے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں واقعتاً یہ اللہ کے کلام ہی کی شان ہوسکتی ہے انسانی کلام میں اتنا توازن ممکن نہیں ہے۔

كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ تم پر فرض کر دیا گیا ہے، جب تم میں سے کوئی شخص قریب المرگ ہو

اب یہ وصیت کا حکم آرہا ہے۔ یہ ایک درمیانی حکم ہے۔قرآن مجید کے وراثت و وصیت سے متعلق ان احکام سے پہلے عرب میں جو رواج چل رہا تھا وہ یہ تھا کہ کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو اس کا سارا ترکہ اس کا بڑا بیٹا لے جاتا تھا، چھوٹی اولاد اور بیٹیوں کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ یا اگر کبھی دو قریب قریب عمر کے بیٹے ہیں تو دونوں میں لڑائی ہوگئی اس میں سے دوسرا جو کچھ چھین کے لے جا سکا وہ لے لیا۔ ورنہ عام دستور یہی ہوتا کہ سارا ترکہ بڑے بیٹے کو منتقل ہو جاتا تھا۔قرآن میں پہلے یہ درمیانی حکم آیا پھر آخری حکم جو بعد میں آیا وہ سورۃ النساء میں ہم پڑھیں گے۔عبوری طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ انسان مرتے وقت وصیت لکھ کر جائے کہ میرے بعد میرا مال میرے ورثاء میں اس اس طریقے پر تقسیم کیا جائے۔یہی وہ دور ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی ایک روایت ملتی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنا وصیت نامہ ساتھ لیے پھرتا تھا اپنے تکیے کے نیچے رکھ کر سوتا تھا کہ مبادا کل صبح ہم اٹھیں گے یا نہیں اٹھیں گے اور اللہ کے اس حکم کی خلاف ورزی ہو جائے گی کہ آدمی مرنے سے پہلے وصیت کر کے جائے۔فرمایا کہ تم پر فرض کر دیا گیا ہے، جب تم میں سے کوئی شخص قریب المرگ ہو

اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۨ الۡوَصِيَّةُ اگر وہ مال چھوڑ رہا ہے، کہ وہ وصیت کرے

لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ والدین کے لیے اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے پر

کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو سب کو ان کے لیے برابر حصہ کچھ نہ کچھ وصیت کر کے جائے

حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿١٨٠﴾ یہ لازماً حق ہے پرہیز گاروں پر

اس زمانے میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا، زبانی وصیت ہوتی تھی کہ دو گواہ بلا لیے ان کے سامنے وصیت کر دی۔اب اس کا بھی امکان ہوتا ہے کہ مرنے والے کو اس وقت صحیح اندازہ نہ ہو، یا اس کو یاد نہ ہو یا وہ جان بوجھ کوئی زیادتی کر دے۔تو اللہ نے شروع اس کا بھی حل بتایا کہ

فَمَنۡ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ پھر جس نے وصیت کو بدل دیا اس کو سننے کے بعد تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے اس کو بدل دیا

ایک بات تو یہ بتائی کہ اگر سننے والوں نے، جو وصیت کے گواہ ہیں، ادھر سے سن کر بعد

میں لوگوں میں کوئی اور بات بیان کر دی اور وصیت میں کوئی تبدیلی کر دی تو اس کا گناہ انہی پر آئے گا یعنی سننے والوں کے لیے مرنے والے کی وصیت میں ردّ و بدل کر دینا جائز نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۸۱﴾ بے شک اللہ سننے والا ہے جاننے والا ہے

اس نے بھی وہ وصیت ریکارڈ کر لی ہے۔

فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا پھر جس کسی کو خوف ہو کہ وصیت کرنے والا جانبداری کر گیا ہے یا اس نے کچھ اور گناہ کمایا ہے

یعنی اس نے کسی پر ظلم کر دیا ہے

فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ پھر اس نے اصلاح کر دی یا صلح کرا دی ان کے درمیان

فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے

دوسرا پہلو یہ بھی رکھا کہ اگر وصیت کرنے والے نے کوئی جانبداری برتی مثلاً اس کے دو بیٹے ہیں ایک سے وہ ناراض ہے اس کو زیرو حصہ دے دیا اور ساری جائیداد دوسرے کے نام وصیت کر دی۔ بعد میں پتہ چلا اور سننے والوں نے بھی کہا کہ یہ تو مرنے والا زیادتی کر گیا ہے تو اب جنہوں نے وہ وصیت سنی تھی وہ اگر اس میں کچھ ردّ و بدل کر کے اُس زیادتی کو ختم کر دیں تو فرمایا اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر مرنے والا جانبداری برت گیا ہے تو جن کو وصیت کر گیا ہے وہ اس میں کسی معروف طریقے پر کچھ ردوبدل کر دیں اور معیار کے مطابق لے آئیں تو پھر ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے رحیم ہے

یہ درمیانی حکم تھا، اس کے بعد وراثت کے جو تفصیلی احکام آئے ان میں ترکے کے صرف 1/3 حصہ میں تو آدمی کو اختیار دیا گیا کہ وہ وصیت کر جائے جو بھی وہ وصیت کرنا چاہتا ہے کسی مدرسے کو، کسی ٹرسٹ کو، کسی وقف کو، اپنے کسی ایسے رشتہ دار کو جسے وراثت میں حصہ نہیں مل رہا اس کو وہ دینا چاہتا ہے تو قرض ادا کرنے کے بعد 1/3 حصے میں وہ وصیت کر سکتا ہے۔ باقی 2/3 حصہ وہ ہے جس کے وارث قرآن مجید نے طے کر دیے ہیں وہ انہیں میں تقسیم ہوگا اس میں کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتی۔

آیات 183 تا 184

یہ تیئیسواں رکوع ہے جس میں رمضان المبارک کے مہینے کے روزوں کا حکم ہے۔ اس رکوع کی خاص اہمیت یہ ہے کہ ویسے تو ایک حدیث کے مطابق اسلام کے ارکان پانچ ہیں جس میں پہلا کلمہ شہادت ہے اور اس کے ساتھ چار عبادات ہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔ اس میں بھی ایک عجیب بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کا کثرت کے ساتھ ذکر ہے سینکڑوں مرتبہ ذکر ہے ﴿اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور روزہ بھی اگرچہ ارکانِ اسلام میں سے ہے لیکن فرض روزوں کا ذکر صرف اسی رکوع میں ہے، نفلی روزوں کا اور جو کسی سزا کے طور پر ہوں ان کا اور کفارہ کے روزوں کا کہیں اور ذکر ہے، فرض روزے جو رمضان المبارک میں ہیں ان کا صرف اسی ایک جگہ ذکر ہے۔ اور اسی طرح حج کی فرضیت کا بھی ایک جگہ ذکر ہے سورۂ آل عمران (آیت 97) میں ہے ﴿وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا﴾ کچھ تفاصیل دوسری جگہ ذکر ہیں اسی دوسرے پارے میں آگے اس کی کچھ تفاصیل ہیں۔ تو یوں سمجھئے کہ نماز اور زکوٰۃ کا اگرچہ کثرت کے ساتھ قرآن مجید میں ذکر ہے لیکن ان کی تفاصیل قرآن مجید میں نہیں ہیں۔ نماز کے کچھ اشارے ہیں جیسے قیام ہے رکوع ہے سجود ہے دعائیں ہیں صبح وشام کے اوقات میں نمازیں ہیں لیکن تفصیل نہیں ہے تفصیل احادیث میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھو اس طرح نماز پڑھو۔ اسی طرح زکوٰۃ کا حکم تو قرآن مجید میں کثرت سے آیا ہے لیکن نماز جتنی تفصیل بھی نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی ساری تفاصیل احادیث میں ہیں۔ اس کے برعکس روزہ اور حج یہ دو عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کی فرضیت کا ذکر تو صرف ایک مرتبہ ہوا ہے لیکن ان کی کچھ تفاصیل بھی قرآن مجید میں بیان کر دی گئیں ہیں۔ خاص طور پر روزہ کہ اسی ایک رکوع میں اس کی فرضیت کا ذکر بھی ہے اور اس کے جتنے اہم مسائل ہیں اور اس کی جتنی تفاصیل ایک عام آدمی کو جاننے کی ضرورت ہے وہ ساری کی ساری اسی تیئیسویں رکوع میں اللہ نے ذکر کر دی ہیں۔ اور یہ رکوع اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اگر آدمی ایک اس کا ترجمہ اور کچھ تشریح پڑھ لے تو ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن کے بارے میں جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ اس کی معلومات میں آجائے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا گیا ہے یعنی فرض کر دیا گیا ہے

جو چیز لکھ دی جائے وہ چونکہ پکی ہو جاتی ہے لہٰذا اردو میں اس کا معنی کیا جاتا ہے ''فرض کر دیا گیا ہے''۔

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ جیسے تم سے پہلی امتوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا

یہ اس آیت میں تسلی اور تشفی کا انداز ہے کہ روزے کو اپنے اوپر کوئی بوجھ نہ سمجھو، یہ تم سے پہلی امتوں پر بھی یہ فرض کیا گیا تھا۔

لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۳﴾ تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو

یہ روزے کی غرض و غایت ہے کہ روزہ اس لیے فرض کیا گیا ہے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو

اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ یہ گنتی کے چند دن ہیں

اس میں بھی اللہ نے رعایت دی ہے اور اس میں ابھی ہم ترجمہ کریں گے تو اندازہ ہوگا کہ روزے کے یہ احکام دو سطحوں پر آئے ہیں۔ اس کی تفصیل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے لیکن مختصر یہ کہ اس رکوع کی پہلی دو آیتوں میں مجرد روزہ رکھنے کا ذکر ہے۔ نبی اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مکے سے مدینے آئے تو آپ نے ہر مہینے تین روزے رکھنے کا خود بھی اہتمام کیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ ہر مہینے کے تین روزے گویا کہ یہ پہلا حکم ہے جو کہ اس رکوع کی ان دو آیتوں میں آیا ہے اور اسی کو 'ایاماً معدودات' کہا گیا ہے کہ یہ گنتی کے دن ہیں۔ اس کی ایک اور مثال آگے آجائے گی جس میں تین دنوں کو 'ایاماً معدودات' کہا گیا ہے۔ اور ہر مہینے میں یہ تین روزے جو پہلے فرض ہوئے جن کو 'ایام بیض کے روزے' کہا جاتا ہے اور اب بھی یہ روزے سنت ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ اب بھی سنت روزوں کی حیثیت سے ایام بیض کے روزے رکھتے ہیں یعنی قمری مہینے کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے۔ اس میں تین رخصتیں تھیں کہ تین حالتوں میں روزہ نہ رکھو۔ ان تین EXCEPTIONS کے علاوہ روزہ رکھنا فرض ہے ضروری ہے۔ آگے ان تین EXCEPTIONS کا ذکر ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ تم میں سے جو کوئی مریض ہو یا مسافر ہو وہ چاہے تو اس حالت میں روزے نہ رکھے

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ بعد میں تعداد پوری کر لے

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اور جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں

یہ تیسری EXCEPTION تھی۔ یہ چونکہ ابتدائی حکم ہے عبوری حکم ہے آخری حکم بعد میں آنے والا ہے تو عبوری حکم میں ایک اور رعایت بھی دی گئی کہ جو روزہ نہ رکھنا چاہیں وہ اس کے فدیے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پھر جو شخص بہتر نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے

کوئی صاحب حیثیت ہے ایک روزے کے بدلے میں ایک سے زیادہ مسکین کو کھانا کھلا دے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اس کا توشہ آخرت بنے گا۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور تم روزہ رکھو تو اس میں تمہارے لیے زیادہ بہتری ہے

ساتھ تشویق بھی دلا دی اور یہ ہدایت بھی کر دی کہ اصل تو یہ تیسری رعایت ختم ہونے والی ہے لہٰذا اگر تم روزے ہی رکھو اور اپنے آپ کو اس کی عادت ڈالو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ اگر تم اس کی اہمیت کو جانو اور سمجھو۔

یہاں تو صرف روزے کی تشویق اور ترغیب دی جا رہی ہے اس کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔ اگلی آیت میں امر کے صیغے کے ساتھ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کا حکم دیا گیا ہے اور اس رعایت کو ختم کر دیا گیا ہے۔

سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت

حصہ اوّل: بنیادی تصورات اور دائرہ کار

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، مدیر تعلیم قرآن اکیڈمی فیصل آباد)

1 بنیادی تصورات

سائنس کا لغوی معنی

انگریزی لفظ سائنس (Science) لاطینی زبان کے لفظ Scientia سے ماخوذ ہے، جو علم ودانش کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔(1)

عربی زبان میں سائنس کے لیے مطلقاً ''العلم'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔(2)

سائنس کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں سائنس کا معنی محدود کر کے نظامِ فطرت کے ایسے علم کے ساتھ خاص کر دیا گیا جو مشاہدہ، تجربہ اور غور وفکر سے حاصل ہو۔ جہاں تک سائنس کی تعریف کا تعلق ہے تو سائنس کی مشہور تعریفات درج ذیل ہے:

1۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے الفاظ ہیں:

Science is a Research for judgment to which universal assent may be obtained (3)

''سائنس ایسے نتیجہ کی تحقیق کا نام ہے، جس سے عالمگیر اتفاق رائے حاصل کیا جاسکے''

2۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن اینڈ اتھکس (Encyclopedia of religions

(Science and Ethics) کے مقالے کا مصنف سائنس کی تعریف یوں بیان کرتا ہے:

Science is a system of knowledge defined partly by its subject matter of more or less objective facts, but mainly by the methods by which its data are reached and by the extent to which its conclusions can be experimentally tested (4)

''سائنس وہ نظامِ علم ہے جس کی تعریف جزوی طور پر حقائق واقعیہ کے نفس مضمون سے لیکن کلی طور پر ان طریقوں سے کی جاتی ہے جس کے مبینہ حقائق کو حاصل کیا جاتا ہے اور اس سے اخذ کردہ نتائج کی کسوٹی پر پرکھے جا سکتے ہیں۔''

3۔ انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز کے مضمون ''سائنس'' کا مصنف لکھتا ہے:

The term science is generally applied to any discipline of knowledge or body of systematic principles and more especially to disciplines whose principles are universally accepted or have reached the greatest perfection (5)

''سائنس کی اصطلاح کا اطلاق عموماً کسی مربوط یا منظّم قوانین کے مجموعے پر ہوتا ہے۔ یا خصوصاً ان نظامات پر جن کے قوانین کو ہمہ گیر تائید حاصل ہے۔ یا وہ بدرجہ غایت کمال کو پہنچ چکے ہیں۔''

4۔ جارج سارٹن (George Sarton) کے نزدیک

Systematized positive knowledge (6)

''سائنس مربوط مثبت علم کا نام ہے۔''

5۔ ڈیمپئر (Dampier w.e. A History of Science) لکھتا ہے:

''سائنس مظاہر فطرت کے مرتب علم اور معمولات کے باہمی تعلق کا نام ہے۔ جس میں یہ مظاہر سامنے آتے ہیں۔''(7)

6۔ مشہور فلسفی ''برٹرینڈ رسل'' سائنس کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

''سائنس متعدد مشخص حقائق کے عام قوانین سے حاصل ہونے والے علم کا نام

ہے''۔(8)

7۔ جے جی گروتھر لکھتا ہے:

''سائنس ایک مربوط طرز عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنے ماحول پر قابو حاصل کرتا ہے۔''(9)

مندرجہ بالا آراء وتعریفات سے تین نتائج سامنے آتے ہیں:

1۔ سائنس ایک ایسا علم ہے جس کا تعلق اشیاء کائنات کو مسخر کرنے سے ہے۔

2۔ سائنس کا دائرہ عمل مشاہدات، تجربات اور انضباط اشیاء پر مشتمل ہے۔

3۔ تمام کائنات میں ایک ہی علوم کی کلید کائنات کے قدرتی واقعات اور حالات کے مشاہدے سے کچھ نتائج اخذ کرنا ہے۔ پھر ان نتائج کو ایک نظم وترتیب سے جمع کر دینا ہے۔ ہر درست سائنسی نتیجہ کو ہم ایک علمی حقیقت یا قانونِ قدرت سمجھتے ہیں۔ مشاہدہ، تجربہ اور غور وفکر سے حاصل ہونے والے علمی حقائق کے موتی جب ایک لڑی میں پرو دیے جائیں تو سائنس کہلاتے ہیں۔(11)

انسان نے جب سے ہوش وآگہی کی آنکھیں کھولی ہیں وہ اس طلسم ہستی کے معمے پر غور کر رہا ہے، جو ہمارے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ اس وقت سے لے کر جب کہ ابتدائی عہد کا انسان پہاڑوں کے غاروں سے سر نکال کر سورج کو طلوع وغروب ہوتے دیکھتا تھا آج تک جب کہ وہ علم کی تجربہ گاہوں میں فطرت کے بے شمار حقائق بے نقاب دیکھ رہا ہے، اس کتابِ کہنہ کے آغاز وانتہا کو ڈھونڈ رہا ہے لیکن سائنس نہ ہمیں آغاز کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہے اور نہ انجام سے آگاہ کر سکتی ہے۔

بقول سپنسر: ''ماہیت اشیا سے ہم بالکل ناواقف ہیں ہم کو آغاز کی خبر ہے نہ انجام کی۔ زیادہ سے زیادہ سائنس یہ کہہ سکتی ہے کہ مادہ کائنات ازل سے منتشر حالت میں تھا لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حالت کیوں کر پیدا ہوئی اسی طرح مظاہر وموجودات کی نیرنگی کا سلسلہ کچھ ایسا لامتناہی ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا انجام کیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ علم حقیقی نہ حاصل ہوا ہے نہ ہوگا''۔(12)

بقول سنگر: سائنس کوئی جامد علم نہیں بلکہ پیہم مشاہدات اور مسلسل غور وفکر سے اخذ شدہ نتائج کا نام ہے۔ یہ ایک متحرک علم ہے، اگر یہ علم اپنے ارتقاء اور حرکت کو ترک کر دے تو جلد ہی اپنی

سائنسی حیثیت کھودیتا ہے۔(13)

2 سائنسی طریق کار

جدید سائنس کے نشوو ارتقاء کے اسباب جاننے کے لیے سائنسی طریق کار کا سمجھنا ضروری ہے۔ سائنسی طریق تحقیق ایسے مشاہدے پر مبنی ہے جو مشاہدہ کرنے والوں کو اس قابل بنا دے کہ وہ زیرِ غور حقائق پر حاوی قانون کلی دریافت کر سکیں۔ چنانچہ سائنسدانوں کے لیے علم کی بنیاد، مشاہدات، غور و فکر، پیمائش، آزمائش اور تجربات پر ہوتی ہے، وہ اپنے مخصوص طریقوں سے علم و تحقیق کا جائزہ لیتے ہیں اور فکر و نظر کی گتھیاں سلجھاتے ہیں۔(14)

سائنس دان اس طریق تحقیق کو سائنسی طریق کار کہتے ہیں۔

سائنسی طریق تحقیق کے مندرجہ ذیل چار مراحل ہیں:

1۔مشاہدہ

مظاہر فطرت اور احوالِ کائنات سائنس کا خام مواد ہیں اور ان کا باہمی تعلیلی رشتہ سائنس کی بنیاد ہے۔ سائنس کا اصل کام حقائق کے مشاہدے سے شروع ہوتا ہے۔ گو مشاہدہ سائنس کے لیے نقطہ آغاز ہے۔ سائنسی مفہوم کے اعتبار سے مشاہدہ وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کسی چیز کا بغور دیکھنا، سننا، محسوس کرنا، چکھنا، سونگھنا اور کوئی ایسا پہلو جسے ہمارے تجربات غلط ثابت نہ کر سکیں۔ مشاہدہ ہمیشہ انتخابی ہوتا ہے۔ جان سٹارٹ مل (Jhan Sturat mill) اس کے بارے میں لکھتا ہے:

> ''مشاہدات کی تقسیم اور اس کے مظہر پر غور و فکر ہمارے پیش نظر مقصد کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود اس نوع کی تقسیم ابتدائی طور پر ناگزیر ہے۔ کارخانہ فطرت میں ربط ہے حالانکہ پہلی نظر میں ہمیں انتشار ہی انتشار معلوم ہوتا ہے۔ ہر انتشار کا حقیقی معنوں میں تجربہ کرنا چاہیے، اس کے بعد انتشار کے اسباب میں سے واضح اسباب کو الگ کرنا چاہیے پھر اس سے واضح نتائج اخذ کرنے چاہیے۔ جب ایسا کر لیا جائے تو ان سے معلوم ہوگا کہ کن اسباب پر یہ نتائج مرتب ہوئے ہیں۔ اس کے معلوم کرنے کیلئے ہمیں حقائق کو ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہیے جو ہمارے

ذہن میں نہیں ہیں، مگر کارخانہ قدرت میں موجود ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں ذہنی تجزیہ کرنا چاہیے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ایسا کرنے میں ہر ذہن دوسرے سے ایک حد تک مختلف ہوتا ہے۔ مشاہدہ کار وہ نہیں جو نگاہ کے سامنے آنے والی اشیاء کو صرف دیکھ لے اور بس، بلکہ حقیقی مشاہدہ کار وہ ہے جو ان اجزا کا تجزیہ کرے جن سے مل کر وہ شے بنی ہے اور اس کے لیے غیر معمولی دانش کی ضرورت ہوتی ہے''۔(15)

2۔ تجربہ

بسا اوقات سائنسدان کائنات کے حالات وواقعات کا مشاہدہ براہ راست ان کی قدرتی حالت میں کرتا ہے لیکن بعض حالات میں وہ اپنی لیبارٹی میں کائنات کے مطلوبہ حالات و واقعات کو مصنوعی طور پر پیدا کر کے ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یہی عمل تجربہ کہلاتا ہے۔ تجربہ کو مشاہدہ پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ یہ زیادہ قابل اعتماد تجزیہ کو ممکن بناتا ہے۔ اس میں مشاہدہ کار تجربات کا اپنی مرضی سے بار بار اعادہ کر سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے اخذ شدہ نتائج میں غلطی کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ نیز اس طرح تحقیق کو کم وبیش حصوں میں تقسیم کر کے تحقیقی کام کو آسان بنایا جا سکتا ہے۔

جان سٹارٹ مل کے نزدیک: ''تجربہ مشاہدے کی توسیع ہے، بغیر تجربے کے مشاہدہ نتائج اور بقاء باہمی کی تحقیق کر سکتا ہے، لیکن اسباب کا ثبوت مہیا نہیں کر سکتا۔''(16)

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تجربے کو ہر حالت میں مشاہدے پر فوقیت حاصل ہے بعض صورتیں اس کے برعکس بھی ہیں مثلاً ارضیات، نباتات، فلکیات، موسمیات، تاریخ، عمرانیات اور دیگر معاشرتی علوم میں ہمیں زیادہ تر مشاہدات پر اکتفا کرنا پڑتا ہے اور مکانیات، طبعیات، کیمیا اور دیگر طبعی علوم میں تجربے کی اس حد تک احتیاج ہے کہ اس کے بغیر ان علوم کا وجود ہی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

3۔ اخذ نتائج

سائنسی مطالعہ کے لیے پہلا قدم حقائق پر پہنچنا اور اعداد وشمار اکٹھے کرنا ہے۔ اس ضمن میں غیر جانبداری انتہائی ضروری ہے اور جلد بازی، ابہام، دوسرے درجے کی شہادت کی قبولیت، تجربے کے اعداد وشمار کو نتائج سے گڈمڈ کر دینا یا پہلے سے سوچے سمجھے نظریے پر اخذ کردہ حقائق کو چسپاں کر دینا انتہائی غلط اقدام ہے۔ اعداد وشمار کا ٹھیک ٹھیک اندراج کرنا بہت ضروری

ہو گیا ہے۔ درحقیقت تمام سائنسی اکتشافات درست پیمائش، عددی نتائج کی دیدہ ریزی سے چھان بین اور صبر آزما محنت کا ثمرہ ہیں۔

4۔ تنظیم نتائج

سائنسی طریق کار کا آخری مرحلہ اعداد وشمار کو مفید شکل میں لانا ہے۔ چونکہ اعداد وشمار تعداد میں بہت زیادہ ہو سکتے ہیں اور اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کا مزید تجزیہ کر کے انھیں آسان اصلاحات میں بل نہ دیا جائے، یہاں غلطی کا واضح امکان رہتا ہے کیونکہ حقائق کو آسان اصلاحات میں تبدیل کرنے میں کچھ نہ کچھ نظر انداز ہو سکتا ہے۔ اس لیے ایسی کوشش نہایت محتاط اور معقولیت کی حد کے اندر ہونی چاہیے۔ حقائق سائنس کے لئے خام مواد کی حیثیت رکھتے ہیں حقائق اگر ایک دوسرے سے الگ الگ اور لاتعلق ہوں تو کوئی سائنس پیدا نہیں کر سکتے اس لیے اس کے بعد سائنسی طریق کار کا لازمی مرحلہ عمومیت اور کلیہ سازی ہے جو مطالعہ کو طبعی منزل تک لے آتا ہے واقعات کے سارے سلسلے میں ایک یکسانیت دیکھی جاتی ہے جو ان کا قانون کہلاتی ہے۔ ایک فارمولا تلاش کیا جاتا ہے۔ جو ان سب پر لاگو ہوتا ہے۔ یا حقائق کے مجموعے کی پہلے سے ایک مصدقہ قانون سے مطابقت دکھائی جاتی ہے۔ واقعات کے مجموعے کو مسبب روابط تلاش کر کے متحد کر دیا جاتا ہے۔ موزوں فرمولے کی تلاش میں سائنس دان کو کبھی اپنی بصیرت کی مدد مل جاتی ہے۔ لیکن اکثر وہ یکے بعد دیگرے چابیاں لگاتا جاتا ہے۔ حتی کہ اسے صحیح چابی مل جاتی ہے۔ جو تالے کو کھول دیتی ہے۔ کسی قانون کی تلاش میں کبھی استقرائی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اور کبھی استخراجی اور کبھی سائنس دان دونوں طریقوں کے امتزاج سے کوئی قانون تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ جس کی مثال نیوٹن کی "Principia" ہے، جس میں اسباب سے حقائق اور حقائق سے اسباب کی طرف دوہرا سفر ہے۔(17)

مثال: نیوٹن نے درخت سے سیب گرتے دیکھا تو ایک نظریہ قائم کیا کہ زمین میں کشش ہے۔ پھر اس پر تجربات کیے جس سے یہ نظریہ ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد کشش زمین (Gravitation) کے کلیہ جات بنائے گئے جوں جوں علم میں اضافہ ہوتا گیا، سائنس کے نظریات بدلتے چلے گئے۔ اس کی بے یقینی کے متعلق گروتھرئے نے یوں کہا ہے:

Scientists cannot make up their mind what they say
as true today they deny tomorrow (18)

بے یقینی کا یہی عالم درحقیقت سائنس کی طاقت کا باعث ہے۔ نئے نئے مشاہدات سے وہ تسخیر کائنات میں نئے نئے رنگ بھر رہا ہے اور اسے حقیقت سے قریب تر لانے کی کوشش میں ہے۔

3 قرآن حکیم اور سائنسی طریق کار

سائنس کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

1۔ مشاہدہ (تجربہ دراصل مشاہدہ ہے) 2۔ غور وفکر

مشاہدات کا تعلق حواس سے ہے اور غور وفکر کا دماغ سے۔قرآن حکیم کے تقریباً ایک تہائی حصہ میں قدرت کے گونا گوں مظاہر کی طرف توجہ دلا کر مشاہدہ، مطالعہ اور غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے،اس سلسلے کی چند آیات درج ہیں:

1۔ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ O(19)

''اور وہ وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیے اور ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں بنائیں۔وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔غور کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں''۔

2۔ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ O وَاِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ O وَاِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ O وَاِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ O (20)

یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے (عجیب) پیدا کیے گئے ہیں اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح کھڑے کیے گئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی

3۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ O یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ O (21)

''وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت بھی (شاداب ہوتے ہیں) جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لیے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بے شمار درخت) اگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کے لیے اس میں (قدرتِ خدا کی بڑی) نشانی ہے''۔

4۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ O (22)

''اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا۔ اہلِ دانش کے لیے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں''

5۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَO (23)

''اور آسمان و زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر یہ گزرتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں''۔

6۔ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ O (24)

''کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان پر نظر نہیں کی اور اس بات پر (خیال نہیں کیا) کہ عجب نہیں ان (کی موت) کا وقت نزدیک پہنچ گیا ہو۔ تو اس کے بعد وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے''۔

7۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ O (25)

''کیا انھوں نے اپنے سروں پر اُڑتے جانوروں کو نہیں دیکھا، جو پروں کو پھیلائے رہتے ہیں اور ان کو سکیڑ بھی لیتے ہیں۔ اللہ کے سوا انھیں کوئی تھام نہیں سکتا۔ بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے''۔

8۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ O (26)

''اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو''

الغرض قرآن حکیم انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے سامنے پھیلی ہوئی وسیع عریض کائنات

اوراس میں موجود تمام مظاہراوران میں پوشیدہ سلسلہ اسباب وعلل اوراسرارورموز پر غوروفکر کرے کیونکہ یہ ایک علیم وحکیم خالق کی ایک عظیم تخلیق ہے،جس کا کوئی ذرہ بھی بے مقصد نہیں ہے۔

4 سائنس کا دائرہ کار

سائنس کا دائرہ کار واضح کرنے سے پہلے اس بات کا مختصراً جائزہ پیش کیا جائے گا کہ سائنس کا علم انسانی زندگی کے کن پہلوؤں سے بحث کرتا ہے اور یہ کہ قرآن میں علم سائنس (مظاہر فطرت) پر کس حد تک زور دیا گیا ہے۔

1۔ دنیا کا پہلا علم جو انسان کو عطا کیا گیا

سائنس کا تعلق طبیعاتی کائنات (Physical world) سے ہے اور یہ فطرت (Nature) سے بحث کرتی ہے۔قرآن مجید کوئی سائنسی کتاب نہیں لیکن یہ سائنسی علوم کے طریق کار (غوروفکر ومشاہدہ) پر زور ضرور دیتی ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے پہلے جو علم عنایت فرمایا تھا وہ ''علم شریعت'' نہیں، بلکہ ''علم فطرت'' تھا۔اس کی تعبیر قرآن مجید میں ''علم اسماء''یعنی علم اشیائے عالم کے عنوان سے کی گئی ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ O (27)

''اوراس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھران کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ''۔

2۔اسماء یا طبیعی خصائص

لفظ''اسماء''اسم کی جمع ہے،جس کا مفہوم اردو زبان میں عموماً''نام''کے لفظ سے ادا کیا جاتا ہے مگر عربی زبان میں وہ''علامت''کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

اسم الشیء علامتہ (28)

اسی طرح وہ کسی ایسی خصوصیت کے لیے بھی بولا جاتا ہے جس سے کسی چیز کی شناخت کی جا سکے۔

الاسم ما یعرف به ذات الشیء (29)

اس لحاظ سے ''اسماء'' کے معنی ''علامتوں یا شناختوں'' کے ہوئے اور ''چیزوں کی علامتوں'' سے مراد چیزوں کے آثار وخواص ہو سکتے ہیں جیسا کی متعدد مفسرین نے اس کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد دنیا بھر کی تمام چیزیں اوران کے آثار وخواص ہیں۔ گویا کہ آدم اور بنی آدم کو سارے تکوینی علوم عطا کر دیے گئے تھے۔ اب ان آثار وخواص کو جدید اصطلاح کے مطابق ''طبیعی خصائص'' یا "Physical Properties" کہا جاسکتا ہے۔

علامہ زمخشری اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

وَعَلَّمَهٗ اَحْوَالَهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا مِنَ الْمَنَافِعِ الدِّيْنِيَّةِ وَ الدُّنْيَوِيَّة (30)

''اور سکھائے (اللہ نے) آدم کو تمام چیزوں کے احوال اوران سے متعلق دینی و دنیوی منافع بھی''۔

انسان کو سب سے پہلے جو علم دیا گیا وہ علم اشیاء ہے یعنی تمام موجوداتِ عالم اوران کی خصوصیات وامتیازات کا علم۔ اس کو ہم مختصر طور پر ''علم اسماء'' یا ''علم مظاہر کائنات'' کہہ سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں سائنس جن چیزوں سے بحث کرتی ہے وہ یہی موجودات عالم ہیں، اور جو باتیں بیان کرتی ہے وہ یہی اشیا کے آثار وخواص ہیں۔

طبیعات (Physics)، کیمیا (Chemistry)، حیاتیات (Biology)، ارضیات (Geology)، اور فلکیات (Astronomy) وغیرہ تمام سائنسی علوم کا دائرہ مادی چیزوں اوران کی خصوصیات کے گرد ہی گھومتا ہے۔ لہٰذا ''الاسماء'' کو علی وجہ البصیرت سمجھنا سائنسی علوم کے وقوف پر موقوف ہے۔ سائنس نام ہے دنیا میں پائی جانے والی مادی اشیاء اوران کی ساخت وپرداخت کے مطالعہ کا۔(31)

سائنس کا مقصد یہ ہے کہ جس دنیا میں ہم رہ رہے ہیں اس کی مجموعی طور پر وضاحت کرے اوراس کے مختلف حصوں کی علیحدہ علیحدہ تشریح بھی کرے؛ لہٰذا ایک سائنسدان کے لیے لازم ہے کہ وہ فطرت کی ہم آہنگی اور اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر ایمان رکھے جس نے اس فطرت کو جنم دیا اوراسے یقین ہونا چاہیے کہ جو قوانین اس نے دریافت کر لیے ہیں وہ درحقیقت

آفاقی قوانین ہیں۔اسی عقیدہ کی بدولت عظیم سائنسدان فلسفی اور ریاضی دان نیوٹن (1727ء تا 1642ء) نے سیب کو درخت سے گرتے دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ آخر سیب زمین پر کیوں گرا؟ اوپر کیوں نہ چلا گیا؟ یہیں سے اس کا تعلق سیاروں (Planets) کی سورج کے گرد گردش سے پیدا کیا اور ایک عالمی قانون دریافت کر لیا۔ یہ قانون اصولِ تجاذب (Law of Gravitation) ہے، جس کا اصول یہ ہے کہ دنیا کی ہر شے دوسری شے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ نیوٹن نے مزید کہا تھا کہ ''ہر وہ قدم جو انسان حقیقت کی تلاش کی جانب اٹھاتا ہے سائنس ہے''۔

سائنسی امور میں ایک اہم زاویہ یا قدم قرآن مجید اور جدید سائنس کے باہمی ربط و تعلق ہی کو ظاہر کرنا نہیں بلکہ اس حقیقت کا اثبات بھی کروانا ہے کہ جدید سائنس کے نظریاتی اور فکری چشمے قرآن کریم سے پھوٹتے ہیں جو تنزیلات الٰہیہ کا پہلا اور آخری ارمغان ہے۔(32)

3۔ دائرہ کار سائنس کار

سائنس حق کی تلاش ہے لیکن جدید سائنس کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ حق کی تلاش کے لیے صرف مادی طریقوں پر انحصار کرتی ہے۔اور مادیت کے ماوریٰ اقرار نہیں کرتی جس کی وجہ سے سائنس کی دسترس کائنات میں بہت محدود ہے۔ چنانچہ موجودہ سائنسی فہم (Insight) اور طریقہ کار خود ہی سائنس کی مزید ترقی پر بہت بڑی رکاوٹ بنتا جا رہا ہے۔آئن سٹائن کے نظریہ اضافت کے مطابق رفتار کی آخری حد خلا میں روشنی کی رفتار یعنی 3 لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے لیکن کائنات کی وسعتوں کے اعتبار سے یہ اس قدر کم ہے کہ بفرض محال انسان یہ رفتار حاصل کر بھی لے تب بھی وہ پوری حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔اس طرح مادی سائنس نے اپنی پہنچ کی حدود خود ہی محدود کر دی ہیں۔یوں وہ پوری حقیقت کا تجرباتی طور پر ادراک کبھی نہیں کر سکتی۔(33)

حساب کی زبان میں ایک لفظ انتہا (Infinity) ہے۔اگر کسی بھی چیز کو صفر سے تقسیم کریں تو جواب انتہا ہی آئے گا۔انتہا (Infinity) اتنی بڑی حقیقت ہے کہ اس میں سب کچھ سما جاتا ہے، وہ تمام کائناتیں اس کے اندر ہیں / اس کی کوئی حد نہیں۔اس لئے اگر دو یا دو سے زیادہ انتہاؤں کو ضرب دیں تو جواب پھر بھی انتہا ہی ہوگا۔اگر اربوں انتہاؤں کو جمع کرتے جائیں تو جواب پھر بھی انتہا ہی رہتا ہے۔اس لیئے کہ انتہا کے آگے کچھ بھی نہیں۔اس کا نہ تو کوئی مرکز ہوتا

ہے نہ ہی کنارہ، نہ اس کے کوئی اوپر ہوتا ہے اور نہ ہی نیچے۔ وہ سب کی کل ہے اور سب اس کے جز ہوتے ہیں، وہ سب کا احاطہ کرتی ہے اور کوئی جز اس کا احاطہ نہیں کرسکتا ہے۔ غرض انتہا کے مقام پر سائنسی قوانین بیکار اور سائنسدان کے حساب فیل ہو جاتے ہیں۔ اس لیئے انتہا کا ادراک ناممکن ہے۔ پھر بھی کچھ ہوسکتا ہے تو وہ خالق کل کی اپنی ہی ذات پاک ہے۔ کچھ لوگ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں وہ اس کی حقیقت کو حساب کی زبان سے یا سائنسی پیمانوں سے سمجھنے کی بات کرتے ہیں۔ جبکہ انتہا (Infinity) میں حساب اور سائنس کے قوانین فیل ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ پھر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی ناقص عقلوں کے ذریعے سمجھنا چاہتے ہیں۔ حقیقتوں کی حقیقت ذات خداوندی ہے۔ وہ بیک وقت حاضر بھی ہے اور غائب بھی ہے۔ وہ انتہاؤں کی انتہا ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ حساب اور سائنس کے قوانین اس کی ذات میں فیل ہو جاتے ہیں اس لیئے اس کا ادراک انسانی ذہن کے لیے ناممکن ہے۔ طبیعات کا علم اس کی قدرت کا علم ہے لیکن اس کی ذات کا علم مابعد طبیعات (Meta Physics) ہے۔

سائنسی طریق کار سے منصوبوں کارروائیوں اور سرگرمیوں کا علم ہوسکتا ہے۔ بعض نتائج انسانی زندگی کے لیے مفید ہوتے ہیں اور بعض خطرناک۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان نتائج کو دیکھ کر اقرار کا فیصلہ ہوسکتا ہے یعنی یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ کون سے اقرار اچھے ہیں یا کون سے برے ہیں؟ اسی کو سائنسی اخلاقیات کہا جاتا ہے۔

سائنس کی کوئی اخلاقیات یا ایمان نہیں ہے اور وہ ہمیں ہماری حیات کے معنی، مقصد اور اہمیت کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی، لیکن پریشانی کی بات یہ ہے کہ لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ سائنس کی ضیفاتی کارکردگی ثابت کرتی ہے کہ وہ سب چیزیں مہیا کرسکتی ہے۔ لوگوں کو اس غلط خیال کو مستحکم کرنے میں سائنسی لٹریچر پیدا کرنے والوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ جو عموماً ناقص بلند آہنگ اور غلط ملط مقبول عام لٹریچر لکھتے رہتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سائنس کو واپس کھینچ کر ثقافت وتہذیب کے دائرے میں لایا جائے تاکہ اس کے بدترین استعمالات اور بھیانک دعووں کو لگام دی جاسکے۔

یوں تو سائنسی اخلاقیات بڑی اچھی دکھائی دیتی ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو

سائنسی اخلاقیات (Scientific Ethics) میں خامی نظر آتی ہے۔ دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ اچھے یا برے نتائج دیکھ کر اقدار کا فیصلہ ہوسکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کس معیار پر کس نتیجہ کو اچھا یا برا کہا جائے گا۔ یہ معیار سائنس سے نہیں ملتے بلکہ ان کے لیے ایک الگ علم ہے جو ''اخلاقیات'' (Ethics) کہلاتا ہے۔ سائنس یہ تو بتلاسکتی ہے کہ مقاصد کے حصول کے کیا طریقے ہوسکتے ہیں لیکن مقاصد کا تعین نہیں کرسکتی۔

سائنس کا دائرہ کار جس طرح انسانی زندگی کے مقاصد کو متعین کرنے میں ناکام ہے۔ بالکل اسی طرح بڑی سے بڑی حقیقت کے سلسلے میں بھی سائنس محدود ہے۔ اسی طرح چھوٹی سے چھوٹی حقیقت کی پہچان کے لیے بھی سائنسی دریافتیں کافی نہیں۔ مشہور سائنسدان ہیزن برگ (Heizen berg) کا نظریہ بے یقینی (Uncertainly) یہ ہے کہ انتہائی باریک اور چھوٹی چیزوں کی ہیئت کو صحیح طور پر سمجھنا سائنس کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ اس لیئے کہ ایک خاص حد کے بعد ہمارے پاس (سائنس) پیمائش کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہ جاتا۔ بلکہ جس چیز کی مدد سے پیمائش کی جاتی ہے اس کے اپنے اثرات زیر تجربہ چیزوں کی ہیئت کو تبدیل کردیتے ہیں۔

انتہا کے حقائق سائنس کی بساط سے باہر ہیں۔ اس لئے جو لوگ سائنس کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی یہ سوچ خود سائنس کے خلاف ہے۔ سائنس کی جدوجہد کا محور اجزاء (Parts) ہیں۔ کل یعنی ٹوٹل (Total) کی حقیقت اس کے ادراک سے باہر ہے یعنی سائنس کے ذریعے ٹوٹل سچائی کا ادراک ناممکن ہے اور کبھی سائنس اس بات کی دعویدار بھی نہیں رہی ہے۔ سائنس کا دائرہ کار صرف شہود تک ہے اور عالم الغیب اس کی دسترس سے باہر ہے۔ مثلاً زندگی اور موت کا درمیانی وقفہ تو کسی حد تک سائنس کے دائرہ کار میں آتا ہے لیکن زندگی سے پہلے اور موت کے بعد کے حقائق اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ سائنس مخلوق کو تو سمجھنے کی کسی حد تک دعویدار ہے لیکن خالق کے بارے میں خاموش ہے۔ جسم کا تو تھوڑا بہت علم رکھتی ہے لیکن نفس اور روح کے معاملات اس کی پہنچ سے باہر ہیں یعنی ٹوٹل حقیقت کی تلاش میں سائنس ایک محدود ذریعہ علم ہے۔ ان حالات (Circumstances) میں یہ سوال اہم ہے کہ سائنس کے دائرہ کار سے باہر کے حقائق کا انسان کو کیسے علم ہوا؟ اس کا جواب وحی ہے یعنی زمین پر آسان زندگی گزارنے

کے لیے تو رب العالمین نے انسان کو سائنس کا علم دیا لیکن اس کی روحانی بالیدگی کیلئے اس (اللہ) نے وحی کا انتظام کیا۔

وحی اور سائنس میں فرق یہ ہے کہ سائنس عالم شہود (Physical Realm) کا علم ہے اور وحی عالم الغیب (Metaphysical world) کا علم ہے۔ تمام علوم اللہ کی طرف سے ہیں اور جسے جتنا چاہے وہ دے دیتا ہے۔ اس کی مرضی کے مطابق ہر دور میں سائنس اور وحی کے علوم اترتے رہے ہیں۔ سائنس کے لیے اللہ تعالیٰ نے سائنس دان پیدا کیے، وحی کے لیے وہ اپنے مخصوص بندے جنہیں پیغمبر یا رسول کہتے ہیں، بھیجتا رہا ہے۔ اس علم (وحی) کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر مکمل کر دیا ہے۔ یہ انتہائی خوش قسمتی ہے کہ سو فیصد شک وشبہ بالاتر وحی کا یہ علم قرآن حکیم کی شکل میں محفوظ ہے اور اس کی تفصیلات اور جزیات حامل وحی محمد ﷺ کی سنت میں موجود ہیں۔ (36)

سائنس کے محدود دائرہ کار کے نکات درج ذیل ہیں:

1۔ سائنس اخلاقیات کے میدان میں خاموش ہے۔

2۔ سائنس کا دائرہ کار انتہا (Infinity) کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

3۔ انسانی زندگی کے مقاصد کا تعین کرنے میں ناکام ہے۔

4۔ سائنس کی جدوجہد کا محور اجزا (Parts) ہیں کل یعنی ٹوٹل (total) کی حقیقت کا ادراک اس کے اختیار سے باہر ہے۔

5۔ شہود تک سائنس کا دائرہ کار محدود ہے۔ عالم الغیب اس کی پہنچ سے باہر ہے۔

(جاری ہے)

حواشی

1۔ Encyclopedia Britannica, Book 20, Page 115

2۔ البعلبکی، منیر، المورد، دار العلم للملایین، بیروت 1978

3۔ Encyclopedia Britannica, Book 20, Page 115

4۔ Encyclopedia of Religion and Ethics, Book 11, Page 252

5۔ Encyclopedia of Social Sciences, Book 3, Page 591

6۔ Introduction to the History of Science, George Sarton, Washington 1950

7۔ Dampier W.E A History of Science, London 1942

8۔ Russell B., The Scientific out look, London ,1949

9۔ Growther, The social relation of science, London ,1941

10۔ اندلس میں مسلمانوں کے سائنسی کارنامے، پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

11۔ ایضا

12۔ Spencer, Herbert, Principle of Sociology, London1897

13۔ Singer.C. Ashort history of Science, Oxford 1941

14۔ Encyclopedia of religion and Ethics, New York, 1934

15۔ Mill, Staust J., System of logic, London, 1811

16۔ Same as above

17۔ Encyclopedia of Religion and Ethics, New York, 1934

18۔ Growther, The social relation of science, London, 1942

19۔ (الرعد:۳) 20۔ (الغاشیہ:۲۰-۱۷) 21۔ (النحل:۱۱-۱۰)

22۔ (الروم:۲۲) 23۔ (یوسف:۱۰۵) 24۔ (الاعراف:۱۸۵)

25۔ (الملک:۱۹) 26۔ (البقرۃ:۲۱۹) 27۔ (البقرۃ:۳۱)

28۔ القاموس المحیط، مجد الدین فیروز آبادی 4/344، دار الفکر، بیروت

29۔ المفردات فی غریب القرآن، راغب / صفہانی، ص 244، دار المعرف، بیروت

30۔ امام زمخشری، الکشاف، 272 /1، مطبوعہ ایران

31۔ ندوی، مولانا محمد شہاب الدین، اسلام اور جدید سائنس، مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار، لاہور

32۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم، قرآن کے جدید سائنسی انکشافات، فیروز سنز لاہور 2003ء

33۔ سلطان بشیر محمود، میجر امیر افضل خان، قرآن پاک ایک چیلنج ایک سائنسی معجزہ، جولائی 2008ء، القرآن الحکیم ریسرچ فانڈیشن ناظم الدین روڈ اسلام آباد

34۔ سلطان بشیر محمود، تلاشِ حقیقت، مارچ 2016ء، دار الحکمت انٹرنیشنل ناظم الدین روڈ اسلام آباد

35۔ سائنس اور آج کی دنیا، ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور دسمبر 1994ء

36۔ سلطان بشیر محمود، میجر امیر افضل خان، قرآن پاک ایک چیلنج ایک سائنسی معجزہ، جولائی 2008ء، القرآن الحکیم ریسرچ فانڈیشن ناظم الدین روڈ اسلام آباد

فتنۂ دجّال

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حصہ سوم

محمد نعمان اصغر

حدیث فاطمہ بنت قیسؓ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے ایک پکارنے والے کی پکار سنی اور وہ پکارنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی تھا، وہ پکار رہا تھا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔ میں بھی مسجد کے لئے نکلی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں اُس صف میں تھی جس میں عورتیں لوگوں کے پیچھے تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو منبر پر بیٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر رہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں اکٹھا کیا ہے؟ صحابہ بولے: اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے تمہیں رغبت دلانے یا ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک نصرانی تھے۔ وہ آئے اور انہوں نے بیعت کی اور مسلمان ہوئے اور مجھ سے ایک حدیث بیان کی جو اس حدیث کے موافق (مطابق) ہے جو میں تم سے دجال کے بارے میں بیان کیا کرتا تھا۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ وہ یعنی تمیم داریؓ سمندر کے جہاز میں تیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہوئے جو لخم اور جذام کی قوم سے تھے۔ پس ان سے ایک مہینہ بھر سمندر کی لہریں کھیلتی رہیں۔ (یعنی ان کا سمندر میں ایک مہینہ سفر جاری رہا یا وہ بھٹکتے رہے) پھر وہ

لوگ سمندر میں ڈوبتے سورج کی طرف (مغرب کی جانب) ایک جزیرے کے کنارے جا لگے۔ پھر وہ جہاز سے پلوار (یعنی چھوٹی کشتی) میں بیٹھے اور جزیرے میں داخل ہو گئے۔ وہاں ان کو ایک جانور ملا جو کہ بھاری دم، بہت بالوں والا تھا کہ اس کا اگلا پچھلا حصہ بالوں کے ہجوم سے معلوم نہ ہوتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اے کمبخت تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں جاسوس ہوں۔ لوگوں نے کہا جاسوس کیا؟ اس نے کہا اس مرد کے پاس چلو جو دیر (دال پر زبر ہے، مراد ہے گرجا یا عبادت خانہ، پرستش گاہ) میں ہے کہ وہ تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے۔ تمیم داریؓ نے کہا جب اس نے مرد کا نام لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ کہیں شیطان نہ ہو۔ تمیم داریؓ نے کہا کہ پھر ہم دوڑتے ہوئے (یعنی جلدی کے ساتھ) دیر میں داخل ہو گئے۔ وہاں دیکھا تو ایک بڑے قد کا آدمی ہے کہ ہم نے اتنا بڑا آدمی اور ویسا سخت جکڑا ہوا کبھی نہیں دیکھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور دونوں رانوں سے ٹخنوں تک لوہے سے جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے کہا کہ اے کمبخت تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ تم میری خبر پر قابو پا گئے ہو (یعنی میرا حال تو اب تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا)۔ تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم عرب لوگ ہیں۔ سمندر کے جہاز میں سوار ہوئے تھے لیکن جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا پھر ایک مہینے کی مدت تک لہریں ہم سے کھیلتی رہیں پھر ہم جزیرے میں آ لگے تو چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ پس ہمیں ایک بھاری دم کا اور بہت بالوں والا جانور ملا۔ ہم اس کے بالوں سے اس کا اگلا پچھلا حصہ نہ جانتے تھے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اے کمبخت تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں جاسوس ہوں۔ ہم نے کہا جاسوس کیا؟ اس نے کہا اس مرد کے پاس چلو جو دیر (گرجا) میں ہے اور وہ تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے۔ پس ہم تیری طرف دوڑتے ہوئے آئے اور ہم اس سے ڈرے کہ کہیں بھوت پریت نہ ہو۔ پھر اس مرد نے کہا کہ مجھے بیسان کے نخلستان (کھجوروں کا باغ) کی خبر دو۔ ہم نے کہا کہ تو اس کا کون سا حال پوچھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اس کے نخلستان کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ اسے پھل لگتا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں اسے پھل لگتا ہے۔ اس نے کہا کہ خبردار رہو عنقریب اسے پھل نہ لگے گا۔ اس نے کہا کہ مجھے طبرستان کے دریا (بحیرہ طبریہ) کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا کہ تو اس دریا کا کون سا حال پوچھتا ہے؟ وہ بولا اس میں پانی ہے؟ لوگوں نے کہا اس میں بہت سا پانی

ہے۔اس نے کہا اس کا پانی عنقریب ختم ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا مجھے عین زغر (زغر کا چشمہ) کے بارے میں خبر دو۔لوگوں نے کہا کہ اس کا کیا حال پوچھتا ہے؟ اس نے کہا کہ اس چشمہ میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے اس سے کہا کہ ہاں اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔اس نے کہا کہ عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا۔اس نے کہا کہ مجھے امیوں (الف پر پیش ہے۔یہود عربوں کو ان کی جہالت کی وجہ سے امی کہتے تھے اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے) کے نبی کے بارے میں بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ مکہ سے نکلے ہیں اور مدینہ میں گئے ہیں۔اس نے کہا کہ کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔اس نے کہا کہ انہوں نے عربوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ وہ اپنے گرد و پیش کے عربوں پر غالب ہوئے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت کی ہے۔اس نے کہا کہ یہ بات ہو چکی ہے (یعنی کیا ایسا ہو چکا ہے)؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔اس نے کہا کہ خبردار رہو یہ بات ان کے حق میں بہتر ہے کہ وہ پیغمبر کے تابعدار ہوں۔ اور البتہ میں تم سے اپنا حال کہتا ہوں کہ میں مسیح (دجال) ہوں اور وہ زمانہ قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت ہوگی۔پس میں نکلوں گا اور سیر کروں گا اور کسی بستی کو نہ چھوڑوں گا جہاں چالیس رات کے اندر نہ جاؤں سوائے مکہ اور طیبہ (مدینہ) کے،اس لئے کہ مجھے وہاں جانا حرام ہے۔جب میں ان دونوں بستیوں میں سے کسی ایک کے اندر جانا چاہوں گا تو میرے آگے ایک فرشتہ بڑھ آئے گا اور اس کے ہاتھ میں ایک ننگی تلوار ہوگی۔وہ مجھے وہاں جانے سے روک دے گا۔اور اس کے ہر ایک ناکہ پر فرشتے ہوں گے جو اس کی چوکیداری کریں گے۔سیّدہ فاطمہؓ نے کہا کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنی چھڑی منبر پر مار کر فرمایا کہ طیبہ یہی ہے طیبہ یہی ہے طیبہ یہی ہے یعنی طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔خبردار رہو! بھلا میں تم کو اس حال کی خبر دے نہیں چکا ہوں؟ تو اصحاب نے کہا کہ ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمیمؓ کی بات اچھی لگی جو اس چیز کے موافق ہوئی جو میں نے تم لوگوں سے دجال اور مدینہ اور مکہ کے حال کے متعلق فرما دیا تھا۔خبردار رہو کہ وہ شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں ہے۔اور آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد رکھی ہے۔(صحیح مسلم-7386)

حدیثِ نواس بن سمعانؓ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کبھی اپنی آواز کو پست کر لیتے اور کبھی بلند یہاں تک کہ ہم یہ سمجھنے لگے کہ وہ یہیں (مدینہ منورہ میں) کھجوروں کے کسی جھنڈ میں موجود ہے۔ ہم اس سے اس قدر خوف زدہ ہو گئے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے چہروں پر دہشت محسوس کر لی۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق مزید دریافت کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے آج دجال کا ذکر کیا اور اس دوران اپنی آواز کو کبھی پست کیا اور کبھی بلند۔ یہاں تک کہ ہم یہ سمجھنے لگے کہ وہ یہیں کہیں کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے تمہارے متعلق دجال کے علاوہ دوسری بات کا زیادہ اندیشہ ہے۔ کیونکہ اگر میری موجودگی میں دجال آ گیا تو میں تم سے آگے اس کا مقابلہ کر لوں گا اور اگر میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر آدمی اپنا دفاع خود کر لے گا اور ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میری طرف سے خلیفہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو فتنہ دجال سے محفوظ رکھے گا)۔ دجال نوجوان ہوگا، اس کے بال گھنگھریالے ہوں گے، اس کی آنکھ خوشۂ انگور میں اُبھرے ہوئے دانے کی طرح ہوگی، وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقوں میں ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں (زمین پر) گھومے گا۔ اللہ کے بندو! تم اس وقت دین پر ثابت قدم رہنا''۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ زمین پر کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''چالیس دن، لیکن اس کا ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینے کے برابر، ایک دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے'' ہم نے کہا اے اللہ کے رسول اس کا جو دن ایک سال کے برابر ہوگا تو کیا اس میں ہمیں ایک ہی دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں تم وقت کا اندازہ کر کے (وقفے وقفے سے نمازیں) ادا کرتے رہنا''۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ زمین پر کس رفتار سے جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس کی رفتار اس بادل کی سی ہوگی جسے ہوا آگے کو دھکیل رہی ہو''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دجال ایک قبیلے کے پاس سے گزرے گا اور انہیں (اپنی ربوبیت) کی دعوت دے گا۔ لوگ اس کی بات مان لیں گے۔ پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین نباتات اگائے گی۔ جنگلوں

میں چرنے والے ان کے جانور پہلے سے بڑی کوہانوں والے، بھری ہوئی کوکھوں والے اور بڑے تھنوں والے ہوکر واپس آئیں گے۔اسی طرح جب وہ ایک دوسرے قبیلے کے پاس سے گزرے گا اور ان کو (اپنی ربوبیت) کی دعوت دے گا اور وہ اس کی بات کو ردّ کر دیں گے۔ان کے اموال دجال کے پیچھے چل پڑیں گے اور وہ لوگ تنگ دست ہو کر رہ جائیں گے۔ان کے پاس ان کے مالوں میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔دجال ایک شورزدہ (بنجر) زمین سے گزرتے ہوئے اس سے کہے گا کہ تو اپنے خزانے اُگل دے۔تو اس زمین کے خزانے نکل کر اس کے پیچھے یوں چلیں گے جیسے شہد کی مکھیوں کے لشکر جاتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ دجال تلوار کی ضرب سے ایک آدمی کے یک لخت اس طرح دو ٹکڑے کر دے گا جیسے تیر جلدی سے اور اچانک اپنے ہدف پر جا کر لگتا ہے۔پھر وہ اس مقتول کو اپنی طرف بلائے گا تو وہ زندہ ہو کر اس کی طرف آ جائے گا اور اس کا چہرہ بے خوفی اور اطمینان کی وجہ سے خوب روشن ہوگا۔دجال اسی طرح لوگوں کو شعبدے دکھا کر گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو مبعوث فرما دے گا۔وہ دمشق کے مشرق میں سفید رنگ کی بلند جگہ (مسجد کا مینار) پر اتریں گے۔انہوں نے ورس اور زعفران کے ساتھ رنگے ہوئے دو کپڑے زیب تن کیے ہوں گے۔وہ اُتر کر دجال کا پیچھا کر کے اسے لد (ایک جگہ کا نام) کے مشرقی دروازے کے قریب قتل کر دیں گے۔(مسند احمد) حضرت نواسؓ کی دوسری روایت میں تذکرہ ہے ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی بھاپ جس کافر کو بھی پہنچے گی وہ مر جائے گا اور ان کی سانس کی بھاپ ان کی حد نگاہ تک محسوس ہوگی۔وہ دجال کو ڈھونڈیں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔''(جامع ترمذی-2240)

مسیح دجّال (ایک تعارف)

دجال یہودیوں کی نسل سے ہوگا۔اس کے دونوں پاؤں قدرے ٹیڑھے ہوں گے۔ جسم پر بالوں کی بھرمار ہوگی۔رنگ سرخ یا گندمی اور سر کے بال حبشی لوگوں کی طرح ہوں گے۔ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔اس کے ماتھے پر ک، ف، ر لکھا ہوگا جسے ہر مسلمان آسانی سے پڑھ لے گا۔اس کی آنکھ سوئی ہوئی ہوگی مگر دل جاگتا رہے گا۔اس کی سواری اتنی بڑی ہوگی کہ اس کے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ چالیس گز کا ہوگا۔اس کا ایک قدم تا حد نگاہ کی مسافت طے کرے گا۔

دجال شروع میں اصلاح کا دعویٰ لے کر اٹھے گا لیکن جیسے ہی اسے تھوڑے بہت پیروی کرنے والے میسر ہوں گے وہ نبوت اور پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دجال انتہائی جھوٹا اور اعلیٰ درجے کا شعبدہ باز ہوگا۔ اس کے پاس غلوں کے ڈھیر اور پانی کی نہریں ہوں گی۔ زمین میں مدفون تمام خزانے باہر نکل کر شہد کی مکھیوں کی مانند اس کے ساتھ ہولیں گے۔ جو قبیلہ دجال کی خدائی پر ایمان لائے گا دجال اس پر بارش برسائے گا جس کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزیں ابل پڑیں گی اور درختوں پر پھل آ جائیں گے۔ جانور تر وتازہ اور صحت مند ہو جائیں گے۔ دجال کچھ لوگوں سے آ کر کہے گا کہ اگر میں تمہارے ماؤں اور باپوں کو زندہ کر دوں تو کیا تم میری خدائی کا اقرار کرو گے؟ لوگ اثبات میں جواب دیں گے۔ اب دجال کے شیطان ساتھی ان لوگوں کے ماؤں اور باپوں کی شکل میں نمودار ہوں گے جنہیں دیکھ کر بہت سے لوگ ایمان سے محروم ہو جائیں گے۔ دجال کی رفتار آندھی سے زیادہ تیز اور بادلوں کی طرح ہوگی۔ وہ اپنے کرشموں اور شعبدہ بازیوں کو لے کر دنیا کے کونے کونے کو روند ڈالے گا۔ تمام دشمنانِ اسلام اور دنیا بھر کے یہودی مسلمانوں کے بغض میں اس کی پشت پناہی کر رہے ہوں گے۔ دجال مکہ معظّمہ میں گھسنا چاہے گا مگر فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے ادھر گھس نہ سکے گا۔ وہ نامراد و ذلیل ہو کر مدینہ منورہ کا رخ کرے گا۔ اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ وہ مدینہ منورہ میں کوشش کے باوجود داخل نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا یہاں بھی وہ ناکام ہوگا۔ انہی دنوں مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس سے گھبرا کر بہت سارے منافقین شہر سے باہر نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔ آخرکار ایک شخص اس سے بحث و مناظرہ کرنے کے لئے نکلے گا اور اس کے لشکر میں پہنچ کر دجال کے بارے میں دریافت کرے گا۔ لوگوں کو اس کی باتیں ناپسند گزریں گی لہٰذا اس کے قتل کا فیصلہ کریں گے مگر چند افراد آڑے آ کر یہ کہہ کر روک دیں گے کہ ہمارے خدا دجال کی اجازت کے بغیر اس کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس شخص کو دجال کے دربار میں حاضر کیا جائے گا۔ وہاں پہنچ کر وہ شخص چلا اٹھے گا کہ میں نے پہچان لیا کہ تو ہی دجال ملعون ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تیرے ہی خروج کی خبر دی تھی۔ دجال اس کی بات سن کر آپے سے باہر ہو جائے گا۔ درباری اس شخص کے دو ٹکڑے کر دیں گے۔ دجال اپنے حواریوں سے کہے گا کہ اب اگر میں اس کو دوبارہ زندہ

کر دوں تو کیا تم کو میری خدائی کا پختہ یقین ہو جائے گا؟ وہ کہیں گے کہ ہم تو پہلے ہی سے تمہیں خدا مانتے چلے آرہے ہیں البتہ اس معجزہ سے ہمارے ایمان ویقین میں اوراضافہ ہو جائے گا۔ دجال اس شخص کے دونوں ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے زندہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ ادھر وہ شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے اٹھ کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ اب تو مجھے اور زیادہ یقین آ گیا ہے کہ تو ہی دجال ملعون ہے۔ وہ جھنجھلا کر اسے دوبارہ مارنا چاہے گا لیکن اس پر قابو نہ پا سکے گا۔ دجال شرمندہ ہو کر اسے اپنی جہنم میں جھونک دے گا۔ یہ آگ اس شخص کے لئے ٹھنڈی اور گلزار بن جائے گی (یعنی اسے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی)۔

دجال دنیا میں صرف چالیس دن رہے گا۔ ایک دن ایک سال، دوسرا دن ایک مہینہ، تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن معمول کے مطابق ہوں گے۔ دجال اس کے بعد دمشق کا رخ کرے گا لیکن اس کے دمشق پہنچنے سے پہلے ہی حضرت مہدی وہاں آ چکے ہوں گے۔ حضرت مہدی دمشق پہنچ کر زور وشور سے جنگ کی تیاری شروع کر دیں گے لیکن صورتحال بظاہر دجال کے حق میں ہوگی۔ وہ اپنی مادی اور افرادی طاقت وقوت کے بل پر پوری دنیا میں اپنی دھاک بٹھا چکا ہوگا۔ عسکری اعتبار سے اس کی شکست مشکل نظر آرہی ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سب کو یقین ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام مہدی اور تمام مسلمان اسی امید کے ساتھ دمشق میں دجال کے ساتھ جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ تمام مسلمان نماز کی ادائیگی دمشق کی قدیم اور شہرہ آفاق جامع اُموی مسجد میں کریں گے۔ حضرت مہدی مسلمانوں کی ملّی شیرازہ بندی، لشکر کی ترتیب اور یہودیوں کے خلاف صف بندی کو منظّم کر کے دمشق کو اپنی فوجی سرگرمیوں کا مرکز بنائیں گے اور دمشق اس وقت ان کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ حضرت مہدی ایک دن نماز پڑھانے کے لئے مصلے کی طرف بڑھیں گے تو عین اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگ دجال کے مقابلے کے لئے نکلیں گے۔ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ایسا گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر دجال کو قتل کر دیں گے۔ ہر درخت اور پتھر سے آواز آئے گی کہ اے روح اللہ! میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ دجال کے چیلوں میں سے بھی کسی کو نہیں چھوڑیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب

کو توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو ختم کر دیا جائے گا۔ خنزیر کو قتل کر دیا جائے گا اور جنگ اپنے اختتام کو پہنچے گی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ مال و دولت کی ایسی فراوانی ہو جائے گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ لوگ ایسے دیندار ہو جائیں گے کہ ان کے نزدیک ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (ماخوذ) (صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن ابوداؤ، جامع ترمذی، طبرانی، مستدرک حاکم، مسند احمد)

خروجِ دجّال اور قیامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں جنگ نہ کریں۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان بڑی خون ریزی ہوگی۔ حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے تقریباً تیس دجال۔ ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہاں تک کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور زلزلوں کی کثرت ہوگی اور زمانہ قریب ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا اور ہرج سے مراد قتل ہے۔ اور یہاں تک کہ تمہارے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی بلکہ بہہ پڑے گا۔ اور یہاں تک کہ صاحب مال کو اس کا فکر دامن گیر ہوگا کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے۔ اور یہاں تک کہ وہ پیش کرے گا (کسی شخص کو) وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور یہاں تک کہ لوگ بڑی بڑی عمارتوں پر آپس میں فخر کریں گے۔ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر عمارت بنائیں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر سے گزرے گا اور کہے گا کہ کاش میں بھی اسی جگہ ہوتا (مصائب اور تکالیف کے باعث) اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے گا۔ پس جب وہ اس طرح طلوع ہوگا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ پہنچائے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان کے ساتھ اچھے کام نہ کیے ہوں اور قیامت اچانک اس طرح قائم ہو جائے گی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اور اسے ابھی بیچ نہ پائے ہوں گے نہ لپیٹ پائے ہوں گے اور قیامت اس طرح برپا ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر واپس ہوا ہوگا کہ اسے پی بھی نہ پایا ہوگا اور قیامت اس طرح قائم ہو جائے گی کہ وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا اور اس میں سے پانی بھی نہ پیا ہوگا اور قیامت اس طرح قائم ہو جائے گی کہ اس نے اپنا لقمہ منہ

کی طرف اٹھایا ہوا ہوگا اور اسے ابھی کھایا بھی نہ ہوگا۔(صحیح بخاری-7121)

مسیح دجّال سے پہلے فتنۂ دجّال

اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ الدَّجَّالَ وَبَیْنَ یَدَیِ الدَّجَّالِ کَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ أَوْ أَکْثَرُ، قُلْنَا: مَا آیَتُهُمْ؟ قَالَ: أَنْ یَأْتُوکُمْ بِسُنَّةٍ لَمْ تَکُونُوا عَلَیْهَا، یُغَیِّرُونَ بِهَا سُنَّتَکُمْ وَدِینَکُمْ، فَإِذَا رَأَیْتُمُوهُمْ فَاجْتَنِبُوهُمْ وَعَادُوهُمْ

’’قیامت سے پہلے دجال آئے گا اور دجال سے پہلے تیس یا اس سے زیادہ کذاب (دھوکے باز) آئیں گے‘‘۔ہم نے پوچھا:’’ان کی نشانی کیا ہے‘‘؟ آپ ﷺ نے فرمایا’’وہ ایسا طریقہ زندگی لائیں گے جس پر تم نہیں ہوگے۔ وہ اس کے ذریعے تمہارے طریقۂ زندگی اور دین کو بدلیں گے۔لہٰذا جب تم ان کو دیکھو تو ان سے دور ہو جاؤ اور ان سے عداوت رکھو‘‘۔(عن عبداللہ بن عمرؓ۔طبرانی)

تشریح: انسانی زندگی انفرادی اور اجتماعی گوشوں پر مشتمل ہے۔انفرادی زندگی میں عقائد، عبادات اور رسومات شامل ہیں جبکہ اجتماعی زندگی معاشرت، معیشت اور سیاست پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دین نافذ ہو تو ان چھ گوشوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔آج پوری دنیا میں انسانوں کا بنایا ہوا سیکولر نظام نافذ ہے جو کہ شیطنت پر مبنی ہے۔سیکولرازم میں انسان کو اپنے عقائد، عبادات اور رسومات پر عمل کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ اجتماعی زندگی میں انسانوں کا بنایا ہوا قانون اور نظام نافذ ہوتا ہے جس میں وحی الٰہی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ سیکولر نظام ہی نیو ورلڈ آرڈر ہے جو دجال کی آمد سے قبل اس وقت پوری دنیا میں نافذ ہو چکا ہے۔

اجتماعی زندگی	دین اسلام	سیکولرازم (دجال سے قبل کا نظام)
معاشرت	شرم وحیا+ستر وحجاب+مساوات	بے پردگی+مادر پدر آزادی
معیشت	سود جوا حرام+اصل قدر محنت	سود جوا جائز+اصل قدر سرمایہ
سیاست	خلافت+اللہ تعالیٰ کی حاکمیت	جمہوریت+انسانی حاکمیت

نوٹ: اس دجالی نظام سے نفرت کرنا اور اسے دل سے قبول نہ کرنا ایمان کی نشانی ہے۔اسے

بدل کر اسلامی نظام لانے کی کوشش کرنا ایمانی غیرت ہے۔ یہ وہ ذمہ داری ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل ایمان کی لگائی ہوئی ہے۔یہی وفاداری کا تقاضا اور اصل آزمائش ہے۔

i. فتنۂ دجال اور قربِ قیامت

i. قیامت کی دس علامات:

1۔ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے میں تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے بیٹھے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی قیامت کا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تک دس نشانیاں ظاہر نہیں ہوں گی قیامت نہیں آئے گی۔مشرق میں زمین کا دھنسنا، مغرب میں زمین کا دھنسنا، جزیرہ عرب میں زمین کا دھنسنا، دھواں (نمودار ہوگا)، دجال، زمین کا چوپایہ (نمودار ہوگا)، یاجوج ماجوج، مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول اور ایک آگ جو عدن (یمن) کے آخری کنارے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکے گی (میدان محشر کی طرف)''۔(صحیح مسلم-7286)

ii. دجال سے بڑا کوئی امر نہیں:

ابوقتادہ راوی ہیں کہ ہم حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے گزر کر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے۔ایک دن انہوں نے کہا کہ تم مجھے چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے نہیں تھے نہ ان کو مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کی احادیث کا علم ہے۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کوئی مخلوق (فتنہ و فساد میں) ایسی نہیں ہے جو دجال سے بڑی ہو''۔(صحیح مسلم-7395)

iii. نماز میں دجال سے پناہ مانگنا:

1۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے''۔(صحیح بخاری-7129)

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی

تشہد سے فارغ ہوتو چار چیزوں ـــــ عذابِ جہنم، عذابِ قبر، موت وحیات کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے ـــــ سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔'' (صحیح مسلم-1326)

ii. فتنۂ دجال کی ہلاکت خیزی

i. ہر نبی نے دجال سے ڈرایا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق کی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو، البتہ میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی اور وہ یہ کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے''۔ (صحیح بخاری-7127)

ii. دجال کے فتنہ کی حقارت اور سنگینی:

حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کبھی اپنی آواز کو پست کر لیتے اور کبھی بلند یہاں تک کہ ہم یہ سمجھنے لگے کہ وہ یہیں کھجوروں کے کسی جھنڈ میں موجود ہے۔ (مسند احمد-13012)

iii. سارے فتنے دجال کی خاطر ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں دجال کے فتنے کی نسبت تمہارے آپس کے فتنوں یعنی لڑائی جھگڑوں کا زیادہ خطرہ محسوس کرتا ہوں اور جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اس وقت سے جتنے چھوٹے بڑے فتنے ظہور پذیر ہوئے وہ سارے فتنۂ دجال کی خاطر ہوئے تھے (یعنی اسی کا حصہ ہیں)''۔ (مسند احمد-12971)

iv. خروجِ دجال کے بعد ایمان بے فائدہ ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوں گی تو جو شخص پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا اسے اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا: دجال کا ظاہر ہونا، چوپائے کا نکلنا، سورج کا مغرب سے نکلنا''۔ (جامع ترمذی)

پاکستان کے موجودہ حالات کی ابتری

مولانا محمد انور چیمہ

تقریباً پونے دوارب مسلمان، دنیا کی ایک چوتھائی آبادی سے زیادہ، اس زمین پر آباد ہیں اور 60 کے قریب مسلمان ریاستیں قائم ہیں۔ اس کے باوجود مجموعی حیثیت سے مسلمان دنیا میں ذلت و رسوائی کی زندگی سے دوچار ہیں۔ رات کو روٹی (قرض) غیروں کے دروازے پر مانگ کر کھاتے ہیں۔ اگر کوئی مسلم ملک دولت مند ہے بھی تو وہ غیروں کی اجازت سے سانس لے رہا ہے۔ بین الاقوامی معاملات میں کسی مسلمان ملک کی کوئی اہمیت نہیں ہے، سارے معاملات G-7 اور G-15 غیر مسلم ممالک کے ہاتھوں میں ہیں۔ اتنی آبادی کے باوجود کسی مسلم ریاست کے پاس ویٹو پاور کا اختیار نہیں ہے۔ مسلمان ریاستوں میں ملک پاکستان کو اس لیے نمایاں پوزیشن حاصل ہے کہ پاکستان ایک واحد ریاست جو اسلامی نظریات (کے نام) پر قائم ہوئی۔ دوسرا یہ کہ پاکستان مسلم دنیا میں واحد ایسا ملک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نیوکلیئر پاور بنا دیا ہے، جس وجہ سے حزب الشیطان کی آنکھوں میں زیادہ چبھ رہا ہے۔ اس کے باوجود اس کی بجٹ پالیسیاں کوئی اور بناتا ہے، تعلیمی نظام و نصاب غیروں کی مرضی کا رائج ہے، صلح یا لڑائی کسی اور کے اشاروں پر ہوتی ہے۔

موجودہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں پاکستان ایک خطرناک موڑ کاٹ رہا ہے اور اس میں جو سیاسی لوگ آگ کا خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں اسے صرف اسلام کی ٹھنڈک ہی سرد کر سکتی ہے۔

اگر ان حالات کا بغور جائزہ لیا جائے تو کئی ایک وجوہات سامنے آتی ہیں: ایک تو یہ کہ پاکستان میں تین بڑے اہمیت کے حامل ادارے سیاست میں اثر انداز ہو رہے ہیں جو کہ high intelligentsia کے مالک ہیں اور سیاست دان ان کے مقابلے میں بہت نیچے ہیں۔ اور حکمران طبقہ بشمول اپوزیشن اکثر اَن پڑھ، بگڑے ہوئے وڈیروں اور سرمایہ داروں کے صاحبزادگان ہیں جو دینی حدود و قیود سے آزاد صرف اقتدار کی ہوس رکھتے ہیں۔ دوسری طرف پاکستان کی عوام تو جہاد اور ناموسِ رسالت پر کٹ مرنے کے جذبہ سے مالا مال ہیں اور اسلام کے خلاف کسی قیمت پر بات سننا نہیں چاہتی۔ جبکہ مقتدر طبقے بالکل پاکستانی عوام سے مختلف ذہن رکھتے ہیں۔ عوام اور مقتدر طبقے میں اتنا بڑا ذہنی و عملی اختلاف ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ قوموں کے عمل بنیادی طور پر ایسے خطرناک پہلوؤں اور مصائب و عذاب کی وجہ بنتے ہیں۔

ریاستی ماحول اور حکام و عوام کے لیے بنی اسرائیل کا جو نقشہ قرآن مجید میں دکھایا گیا ہے وہ ایک بہت بڑا سبق آموز ہے۔ خاص طور پر ان حالات میں جس سے پاکستان گزر رہا ہے۔ بنی اسرائیل کو بار بار یاد دلایا جاتا رہا کہ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِىۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اے انسان اگر تو میرے احکام پر عمل کرے گا تو میں بھی اپنے وعدے کو نبھاؤں گا تمہیں ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال رکھوں گا اور دنیا کی بلاؤں اور عذابوں سے محفوظ رکھوں گا۔ یہ ایک بہت بڑا معاہدہ ہے جو ہر ایک انسان سے خدا تعالیٰ نے ازل سے کیا ہوا ہے۔ جب برطانوی ہند کے مسلمانوں نے پاکستان آزاد ملک مانگا تھا تو اسی وعدہ کی اللہ تعالیٰ کے حضور تجدید کی تھی۔ بہت ساری قربانیاں دیتے ہوئے بآواز بلند یہ نعرہ لگایا تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ۔ میرا تیرا رشتہ کیا؟ لا الٰہ الا اللہ''۔ آج بلا شبہ پاکستانی اس سے منحرف ہو گئے ہیں ہم نے اپنی خواہشات اپنے مفادات وخیالات اپنی عقل اور مصلحتوں کو مقدم کیا اپنی سرکشی وحاکمیت کو بالاتر کیا۔ جبکہ پاکستانیوں نے اس حلف نامہ کی تجدید کی تھی کہ یا اللہ ہم تیرے قانون تیری ہدایت اور تیری کتاب قرآن مجید پر عمل پیرا ہو کر اس اسلامی ریاست کو قائم ودائم رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ آزاد ملک عطا فرما دیا لیکن ہم نے صرف 23 سال بعد اس ملکِ عزیز کو دو پھانک کر دیا۔ اور معاشی حالات پہلے ایسے تھے کہ ہم دوسروں کو قرضہ دیا کرتے تھے اور آج در در سے ٹکڑے

مانگ رہے ہیں۔ اور آج پاکستان کا ہر فرد دوسرے کا گریبان پکڑے ہوئے ہے۔ کس بات پر جھگڑا ہو رہا ہے سوائے ضد، دنیاوی مفادات اور ثمن قلیل کے اور کوئی وجہ نہیں۔ کیا آج کوئی حق و باطل کی ٹکر ہے؟ نہیں۔ صرف اور صرف الیکشن کرواؤ۔ جھگڑا یہ نہیں کہ اسلامی قانون نافذ العمل کرو۔ دینی درسگاہیں آباد کرو۔ اسلامی احکام کی دعوت و تبلیغ کرو۔ چور کا ہاتھ کاٹو۔ کیا 75 سال میں پاکستان میں کوئی چوری نہیں ہوئی؟ کہ جب سے پاکستان بنا آج تک کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔ آج پاکستان ان حالات سے گزر رہا ہے کہ ہر بڑا لیڈر یہ نعرہ زن کہ ’’اقتدار پر موت بھی قبول ہے‘‘۔ کیا اگر آج الیکشن کروا دیے جائیں تو آنے والے حکمران پر یقین ہے کہ وہ حدود اللہ قائم کرے گا، اسلامی احکام کا نفاذ کرے گا اور رفاہی اور عوامی بہبود کے کام کرتے ہوئے رات کو گلی کوچوں کا گشت لگائے گا اور اگر کہیں کسی بڑھیا کے بچے بھوک سے بلبلاتے دیکھ لے شرمندہ ہو کر ساری رات سربسجود ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے روتا رہے گا۔ کیا نئے الیکشن ہونے سے جس عذاب میں پاکستان گھرا ہوا ہے وہ ٹل جائے گا اور عدل فاروقیؓ لوٹ آئے گا، لوگ عبادت گزار بن جائیں گے، کیا دعوت و تبلیغ کے ادارے بھرپور کام شروع کر دیں گے۔ کیا احتجاجی جلسوں سٹیج پر نوجوان مسلمان بیٹیاں ناچنا بند کر دیں گی کیا سلطان التمش جیسا بادشاہ آ جائے گا جس کی کبھی نہ تکبیر اولیٰ قضا ہوئی ہو گی اور نہ وہ عصر اور عشاء کی غیر مؤکدہ سنتیں وہ ترک کرے گا۔ آپ اس سکے کا دوسرا رخ الٹا لیں اگر موجودہ حکومت قائم رہے تو کیا اتنا امن ہو جائے گا کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پینے لگ جائیں، کیا اتنی فراوانی ہو جائے گی کہ کھیتیاں لہلہانے لگ جائیں۔ کیا یہ ممکن ہو جائے گا کہ زیورات سے لدی عورت عزت و بھرم سے پرامن سفر کرنے لگے گی اور پاکستان ریاست مدینہ بن جائے گی۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ جب تک مغربی جمہوریت کا طوق ہمارے گلے سے نہیں اترتا اس وقت تک پاکستان موجودہ عذاب سے آزاد نہیں ہو سکتا۔

اس وقت پاکستان میں حالت یہ ہے کہ کرائم اپنی جوانی میں ہے۔ مرغی چور پکڑنے پر زور دیا جا رہا ہے لیکن ملک لوٹنے والے دین کے ڈاکو عزت دار بنے بیٹھے ہیں۔ سیاسی پارٹیاں ملک میں آگ کا کھیل کھیل رہی ہیں۔ شاہراہیں ڈیمز ہوائی اڈے وغیرتک سود پر غیروں کے ظالمانہ پنجوں میں گروی ہیں۔ کیا پاکستان حالاتِ حاضر میں آزاد ریاست ہے۔ پاکستان کا ہر بچہ،

جوان اور بوڑھا کافروں کے قرض کے نیچے دبا ہوا ہے۔ کیا یہ وہی وطن نہیں جسے حاصل کرنے کے لیے ہم نے لاکھوں جانوں اور ہزاروں عزتوں کا نذرانہ پیش کیا تھا؟ آج اس وطن میں 75 سالہ پارلیمنٹیرین دھاڑیں مار مار کر بچوں کی طرح روتا رہا وہ کیوں رویا؟ سوچو!

کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے

کہ بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

موجودہ دور کے سیاست دانوں میں ہر کوئی دعوؤں کی حد تک بہت نظر آتا ہے۔ وہ کس کا دور تھا کہ ایک مسلمان عورت معصوم بچوں کے ساتھ دو اڑھائی گھنٹے ایک بڑی شاہراہ موٹروے پر دہائی کرتی رہی حکومتی مشینری کان میں تیل ڈالے سو رہی تھی اور راکھوے بدمعاش بے غیرت درندوں نے چیر پھاڑ کھایا۔ اور جو ساہیوال میں ظلم کا کھیل کھیلا گیا اس کا کون حکمران ذمہ دار ہے سب پر مٹی ڈال دی گئی۔ ع آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں

آج کل پاکستان میں ہر کوئی دہائی دے رہا ہے کہ ''غربت نے مار ڈالا ہے، غربت سے عوام پریشان ہے'' اس حقیقت سے پردہ چاک کرتے ہر کوئی ڈرتا ہے۔ اس دہائی کے ماحول سے اثر انداز ہو کر اگر کوئی اس نعرہ میں شامل ہو جائے کہ غربت نے مار ڈالا تو میں ڈر کے مارے تو اس کی نفی نہیں کروں گا مگر حقیقت کیا ہے؟ عرض کرتا ہوں کہ ایک بھکاری میرا دوست ہے، میں نے اس سے پوچھا میاں آج کل کیا یافت ہے؟ بڑے میاں بھکاری نے کہا: ''دو سے تین ہزار روزانہ شام کو کما لاتا ہوں اس کے علاوہ آٹا دال اور باقی اشیاء خوردنی کا تھیلا بھی بھر لاتا ہوں''۔ جس ملک میں بھکاری کی ماہانہ آمدن 90 ہزار روپے ہو اور کھانے پینے کی اشیاء وافر ہوں اور جہاں دس روپے کا نوٹ بھکاری کو دیں تو وہ پھینک کر پرے چلا جاتا ہے وہاں کی عوام کس حال میں زندگی بسر کر رہی ہوگی؟ اور دیکھ لیں کہ گورنمنٹ ملازم درجہ ایک سے لے کر 21 یا 22 میں ریٹائر ہو جاتے ہیں پے سکیل کیا ہے زیادہ سے زیادہ دو لاکھ ماہانہ تنخواہ وصول فرماتے ہیں اور ان کی جائیدادیں رہنے سہنے کے انداز کوٹھی بنگلہ ایک آدھ گاڑی تو ضروری ہے (الا ماشاء اللہ) تو پھر کون غریب ہے۔ میڈیا پر غربت کا بہت شور ہے۔ میڈیا کے بڑے بڑے تھم کالم نگار عوام میں آ کر دیکھیں اصل میں نام کوئی اور ہوتا ہے اس کے پیچھے چھپا ہوا کام کوئی اور ہوتا ہے۔ ہوا یہ ہے کہ جتنا

غبن اور لوٹ مار کر کے مقتدر لوگ پہلے وطن سے باہر لے جا کر دوسرے ممالک میں اپنی جائیدادیں فیکٹریاں انڈسٹری جس زور شور سے بناتے تھے اب اس میں کمی آ گئی ہے ان چوروں ڈاکوؤں کی لحد ہوگئی ہے۔ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ اگر بڑے بڑے لوگ اپنی اپنی جائیدادیں اور سرمایہ بیرونی ممالک سے پاکستان واپس لے آئیں تو پاکستان میں دودھ کی نہریں بہنے لگ جائیں سب قرضے اتر جائیں اپنا وطن عزیز پاکستان انڈسٹریل بن جائے اور ہمارا ملک معاشی طور ہر مستحکم ہو جائے اور وہ دوبارہ قرض دینے کی پوزیشن میں آجائے۔ اگر ہمارے لیڈران، جنہیں ہم نے اپنا امام منتخب کیا ہوا ہے، اپنے ملک کے وفادار ہیں تو کیوں ایسا نہیں کرتے؟ وہ صرف عوام الناس کا منہ بند کرنے کے لیے غربت کو بہانا بنا رہے ہیں۔ آپ ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں طرح طرح کے بیڈ لگے ہوئے ہیں، عجیب وغریب اعلیٰ قسم کی خود تشخیصی مشینیں موجود ہیں۔ کمال یہ ہے دوائی مفت۔ اگر اہل کار ہاتھ کر جائیں تو یہ غربت نہیں۔ بڑے ماہر ڈاکٹر ایک سے بڑھ کر ایک، اگر اپنے کاموں میں مصروف مریضوں کو نہ دیکھ سکیں تو یہ غربت نہیں کچھ اور ہے۔ ہر ایک بڑے یا چھوٹے ملازم کا کوئی بڑا اسہارا ہے۔ چوروں کی رکھوالی ہے کوئی کسی کو پوچھنے کی پوزیشن میں نہیں۔

یہ ہیں وہ وجوہات جس کی بنیاد پر پاکستان موجودہ عذاب سے گزر رہا ہے۔ غربت کے لفظ سے مجھے نفرت ہے۔ اس کا غلط استعمال ہوا ہے۔ غربت تو اللہ سے دوری کا نام ہے کھانے پینے کی اشیاء کی کمی کا نام غربت نہیں۔ غربت تو ایمان کی کمزوری کا نام ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ گورنر تھے جب حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں واپس بلایا تو سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ کے لوگوں کو الوداعی خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ''ہم وہ مسلمان ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کئی کئی دن ایک کھجور کو چوس کر گزارا کرتے، جب واش روم جاتے تو بکری کی طرح مینگنیاں کرتے'' بخاری شریف میں یہ پورا واقعہ درج ہے۔ خطبے کے ان الفاظ پر غور کریں۔ کبھی بھی کسی صحابی نے غربت کی دہائی نہیں مچائی تھی بلکہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کئی کئی دن چولہا نہیں گرم ہوتا تھا۔

پاکستان کے موجودہ حالات وعذاب کا علاج دنیا میں قرآن وسنت کے نفاذ علاوہ کہیں سے نہیں ملے گا۔ اول علاج یہ ہے وقتِ حاضرہ کے مقتدر لوگ، حکومت، بشمول اپوزیشن قرآن و

سنت کے سامنے اپنے تسلیم ورضا کے زانو ٹیک دیں، پھر ریاست مدینہ حاصل ہو جائے گی۔سب ناجائز دولت واپس خزانے کے دروازے پر سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے ڈھیر کر دی جائے گی اور ایسا ہوتا رہا ہے یہ کوئی ناممکنات سے نہیں۔جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ بننے کی خبر نشر ہوئی تھی تو اگلی صبح سورج نکلنے سے پہلے تمام ناجائز دولت رات کے اندھیرے میں اس طرح کے وڈیروں امیروں نے ملک کی لوٹی ہوئی دولت، سرکاری خزانے کے دروازے پر ڈھیر کر دی تھی اور پھر جو کچھ تبدیلی آئی دنیا نے دیکھی۔شیر بکری نے ایک گھاٹ بے دھڑک پانی پیا۔پہلے کوئی عمر بن عبدالعزیز تو بنے ''لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر'' عمر بن عبدالعزیز بننے سے کیوں ڈرتے ہیں۔اس کے لیے کہ پہلے اپنے خاکی پیکر میں جاں پیدا کرے۔اسلام کا نفاذ خلیفہ یا بادشاہ ہمیشہ ایوانِ اقتدار سے کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ امام بننے کی خواہش امت کے لیے زہر قاتل ہے۔یہ ایک بے لوث خدمت وذمہ داری کا بہت بڑا بوجھ ہے پورے ملک میں کہیں ایک تنکا بھی ناجائز جل جائے تو خلیفہ بادشاہ وزیراعظم جوابدہ ہوتا ہے۔حضرت عمر فاروقؓ کسی صوبہ کی چیکنگ کے لیے گئے فرمایا زکوۃ کا ریکارڈ چیک کرواؤ۔کیا دیکھتے ہیں کہ زکوۃ وصول کنندگان میں پہلے نمبر پر گورنر صاحب کا نام ہے۔فرمانے لگے تمہارا گورنر فقیر ہے تو عملے نے عرض کیا حضور والا گورنر صاحب کا کئی کئی دن چولہا گرم نہیں ہوتا۔جب تک اسلاف کے قلب وجگر والا حکمران نصیب نہیں ہوتا اس وقت تک یہ نیم عریاں عورت مارچ میرا جسم میری مرضی کا نعرہ اور بڑے بڑے احتجاجی جلسوں کے سٹیجوں پر نیم عریاں مسلمان امت کی بیٹیاں ناچ گانے سے نہیں رک سکتیں اور یہ عذاب اس وقت تک ہمارے سروں سے نہیں ٹل سکتا بلکہ روز بروز عروج پکڑے گا۔

پاکستان کے حالات اتنے بگڑ چکے ہیں کہ جب یہاں کوئی سربراہ مملکت اسلام کی بات کرتا ہے تو اسے عبرت ناک سزا تو کجا، جان سے مار دیا جاتا ہے۔مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے تیسری اسلامی دنیا کا نام لیا تو جو حشر ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ضیاء الحق نے اسلام کی طرف پیشرفت کی تو آسمان وزمین کے درمیان اسے اڑا دیا گیا۔کفر کو صرف نماز روزہ تو وارا کھاتا ہے اس شرط پر کہ کسی شکل میں بھی ان کے بتوں کو کچھ نہ کہا جائے۔کفر کا سب سے بڑا بت یہ کہ اس کی راج دھانی

ساری دنیا پر قائم رہے۔ جبکہ اسلام کسی صورت میں غیر کی راج دھانی برداشت نہیں کرتا۔ اس گئے گزرے دور میں خادم حسین رضوی نے دین کو تخت پر لانے کی بات کی اس کا حشر آپ کے سامنے ہے۔ 90 ہزار علماء کرام کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ اس وقت پاکستان کو عذاب کے اس دلدل سے نکالنے کا واحد علاج قرآن مجید میں بتایا ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حل نہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ وفا نہیں کرتے ہزاروں اپوزیشن جیسے لیڈر آ کر زور لگا لیں، دن بدن عذاب وسزا اور مشکلات بڑھیں گی۔ ن لیگ والے یا دوسرے لیڈران چاہے کتنی شکلیں بدل بدل کر اسلام سے ہٹ کر کوششیں کر لیں عذاب کی آگ اور زیادہ بھڑکے گی۔

الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (البقرہ:۲۷)

''جو لوگ توڑ دیتے ہیں اللہ کے (ساتھ کیے ہوئے) عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی لوگ دائمی خسارے میں رہنے والے ہیں''۔

فقط انسان کی نجات اسی میں ہے کہ اس بات کو مان کر اس پر عمل پیرا ہو جائے پھر آگ گلزار بن جائے گی دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ وہ یہ حکم نامہ ہے

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُم مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرہ:۳۸)

''پھر جب آئے تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت تو جو میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جو اوّل روز انسان کو حکم ملا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عالم اسلام کو صراط الذین انعمت علیھم عطا فرمائے رسوائی اور ذلت سے بچائے، کھویا ہوا رعب، عزت و وقار، دبدبہ اور ذوقِ خدائی اور اطاعت مصطفائی عطا فرمائے اور روز محشر اپنے محبوب سرور کونین کے سامنے رسوائی سے بچائے۔ آمین!

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

1 پاکستانی وزیر خزانہ کا سود کے فیصلے کے خلاف اپیل واپس لینے کا اعلان

پاکستانی وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار صاحب نے 9 نومبر کو اعلان کیا کہ حکومت نے سٹیٹ بینک پاکستان سے بات چیت کے بعد فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلے کے خلاف دونوں اپیلیں واپس لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ چند سالوں میں غیر سودی بینکاری نظام کو تیزی سے پھیلایا جائے گا اور فیصلے میں دی گئی مہلت میں ہی یہ کام مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگرچہ موجودہ عالمی مالیاتی نظام غیر اسلامی بنیادوں پر استوار ہے اور اس میں غیر سودی بینکاری فی الحقیقت حرام سے مکروہ کی طرف قدم ہی ہے اور حکومتی عملی اقدامات ابھی باقی ہیں تاہم یہ اعلان بھی بڑی قابل تحسین ابتدا ہے۔

2 ملکی غیر یقینی سیاسی صورتحال کا تسلسل اور فوجی سپہ سالار کا تقرر

پاکستانی سیاسی صورتحال اسی طرح غیر یقینی ہی چل رہی ہے اور مزید تشویشناک بات یہ محسوس ہوتی ہے کہ اصل جھگڑا فوجی سپہ سالار کا تقرر ہی ہے۔ سیاسی جماعتوں سے بڑھ کر مقتدرہ قوتیں آپس میں دست و گریباں دکھائی دیتی ہیں اور آرمی ڈسپلن کی باتیں اور دعوے بھی کھوکھلے ہوتے لگ رہے ہیں۔ عمران خان نے لانگ مارچ شروع کیا تھا جو کہ 3 نومبر کو ان پر مبینہ حملے کے بعد غیر واضح ہو گیا۔ اب دوبارہ انہوں نے 26 نومبر کو راولپنڈی میں احتجاج کا

اعلان کیا ہے۔ بااثر قوتیں اس طرح دست و گریباں ہیں کہ معاملہ 29 نومبر کو فوجی سپہ سالار کی تعیناتی کے بعد بھی حل ہو جائے تو غنیمت ہوگا۔

3 سعودی ولی عہد کے دورۂ پاکستان کا التوا

سعودی حکومت نے 12 نومبر کو اعلان کیا کہ سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کا 21 نومبر سے شروع ہونے والا دورہ پاکستان ملتوی کر دیا گیا ہے۔ سعودی ولی عہد کا یہ دورہ قریباً 4 سال کے بعد ہو رہا تھا۔ ولی عہد نے ہندوستان اور کچھ دوسرے ایشیائی ممالک کا دورہ بھی ملتوی کیا۔

پاکستان کی سیاسی صورتحال اور فوجی سپہ سالار کی تقرری کا معاملہ اس التوا کا غالب سبب محسوس ہوتا ہے۔ تاہم سعودی عرب چونکہ روس اور یوکرائن تنازعہ میں روس کی طرف جھکاؤ رکھ رہا ہے اور اب روس کا اس تنازعہ میں کمزوری دکھانا بھی ولی عہد کے دوروں کی منسوخی کا سبب ہو سکتا ہے۔ پاکستان ان دوروں پر سعودی عرب سے معاشی امداد اور سرمایہ کاری کی بڑی امیدیں رکھ رہا تھا اور یہ منسوخی ملک کی معاشی صورتحال پر کافی برا اثر ڈال سکتی ہے۔

4 9 نومبر کو علامہ اقبال کے یومِ پیدائش پر سرکاری تعطیل کا اعلان

حکومت نے 8 نومبر کو جھٹ پٹے میں 9 نومبر کو علامہ اقبال کے یومِ پیدائش پر سرکاری تعطیل کا اعلان کیا۔ اگرچہ اتنے تاخیر سے اعلان کی وجہ سے اصل مقاصد، کہ فکرِ اقبال کی یاد دہانی ہو، تو حاصل نہ ہو سکے اور پھر 9 نومبر کو کرکٹ ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میچ پر توجہ رہی۔ تاہم یہ اچھا اور مثبت اقدام ہے اور امید ہے کہ اگلے سالوں میں یہ دن اپنے اصل مقاصد کی یاد دہانی کے طور پر منایا جائے گا۔

5 روس اور یوکرائن جنگ میں روس کی تھکاوٹ کے آثار

روس یوکرائن جنگ جاری ہے۔ روس کو ابتدائی کامیابیاں تو حاصل ہو گئی تھیں مگر امریکہ اور یورپین یونین کی بڑے پیمانے پر جنگی امداد نے روس کو اس جنگ میں جکڑ کر رکھ دیا ہے۔ یورپین یونین بھی توانائی کی زیادہ قیمتوں سے کافی پریشان ہے مگر امریکہ کا نقصان کم ہے اور روس کو اس جنگ میں اتنا الجھا دیا گیا ہے کہ اس نے خود ایک اہم علاقے خیرسون سے نکلنے کا اعلان کیا اور

پھر جنگ بندی کے لئے مذاکرات پر غیر مشروط آمادگی اور کچھ تجاویز پیش کردی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی تک جنگ میں امریکی ہتھیاروں کا مقابلہ مشکل ہے۔ اور چین اب تک عقلمندی کررہا ہے کہ امریکہ کے اُکسانے کے باوجود جنگ سے گریز کررہا ہے۔ اگر اس جنگ میں روس کو واضح شکست ہوئی تو اس کا امریکی بالادستی کو للکارنے کا خواب بکھر جائے گا۔

6 امریکی وسط مدتی انتخابات

نومبر 2022ء میں امریکہ میں کانگریس اور سینٹ کی مقررہ نشستوں پر انتخابات ہوئے۔ عام اندازہ یہی تھا کہ ریپبلیکن پارٹی بہتر نتائج دے کر دونوں ایوانوں میں اکثریت حاصل کرلے گی اور شاید ٹرمپ کے دوبارہ ریپلیکن صدارتی امیدوار بننے کی راہ بھی ہموار ہو جائے تاہم کانگریس میں ان کو معمولی اکثریت ہی حاصل ہو سکنے کا امکان ہے اور سینٹ میں ان کو ایک ووٹ کی کمی سے اکثریت حاصل نہیں ہو سکے گی اور اس میں ڈیموکریٹک (صدر جو بائیڈن کی پارٹی) اکثریت حاصل کرے گی۔ اس کے باوجود سابق صدر ڈونلٹ ٹرمپ نے 2024ء کے امریکی صدارتی انتخابات میں امیدوار بننے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔

دنیا کے لئے یہ کافی مشکل صورت حال ہے کہ دونوں پارٹیوں کی عالمی حکمت عملی ایک دوسرے سے کافی مختلف اور بعض اوقات الٹ ہے۔ ہر چار سال بعد پالیسیوں میں تبدیلی دنیا کی سیاست کو ایک اکھاڑہ سا بنا رہی ہے اور مزید بنا دے گی۔

7 ایلن مسک کی ٹوئٹر کی خریداری اور انتظامی کنٹرول

جدید اور سوشل میڈیا کے موجودہ دور میں ٹوئٹر کو سیاسی اور آزادی رائے کے حوالے سے بنیادی اہمیت حاصل ہوگئی ہے اور یہ کہنا کافی حد تک درست ہے کہ سیاسی جنگیں اور بیانیوں کی تشکیل اسی کی مرہونِ منّت ہوگئی ہے۔ حال ہی میں دنیا کے موجودہ امیر ترین شخص جو کہ اپنی کاروباری کامیابیوں جیسا کہ ٹیسلا (برقی گاڑیاں، برقی توانائی کو ذخیرہ کرنے کے لئے بیٹریاں، شمسی توانائی)، سپیس ایکس (خلائی سفر کے لئے جہاز اور مریخ پر ایک انسانی شہر بسانا)، سٹارلنک (خلا میں بہت زیادہ سیارچے بھیج کر دنیا بھر میں سستے اور تیز رفتار انٹرنیٹ کی فراہمی)، ھائپرلوپ (زمین پر ایک سرنگ میں انتہائی تیز رفتار سفر)، نیورالنک (انسانی دماغ اور کمپیوٹر میں بلاواسطہ

رابطہ) کے ساتھ ساتھ اپنے نظریات کی وجہ سے بھی مشہور ہیں، نے 44 ارب ڈالر میں اسے خرید کر اس کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ ان کے عزائم میں ٹوئٹر میں آزادی اظہار کو فروغ دینا اور جھوٹی اطلاعات کی روک تھام بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ چونکہ ایلن مسک ایک نڈر اور خطرات مول لینے والے انسان کے طور پر مشہور ہیں اس لئے ٹوئٹر کا معاملہ آنے والے دنوں میں کافی دلچسپ ہوگا۔

8 قطر میں فٹ بال ورلڈ کپ 2022 کا آغاز

قطر میں 20 نومبر سے عالمی فٹ بال کپ 2022 کا آغاز ہو گیا ہے اور دنیا کے مقبول ترین کھیل فٹ بال کے اس مقابلے میں 32 ٹیمیں حصہ لے رہی ہیں۔

قطر توانائی کی دولت سے مالا مال عرب دنیا کا ایک چھوٹا سا اسلامی ملک ہے جو کہ ان حالات میں بھی روایتی اسلام اور فلسطینی لوگوں کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے۔ 2010ء میں یہ اعلان ہوا تھا کہ عالمی کپ 2022ء قطر میں ہوگا اور قطر نے اس کی تیاری پر خوب خرچ کیا ہے۔ اگلے ایک مہینے میں عالمی خبروں اور سیاحت کا مرکز قطر ہوگا۔ قطر نے افتتاحی تقریب اور دوسرے اصول وضوابط کے اعلان میں اپنے عرب اور اسلامی تشخص کو خوب نمایاں کیا ہے اور بے حدود وقیود سیاحت اور لطف اندوزی سے روکا ہے اس کی اسلام اور مذہب پسند حلقوں میں خوب تعریف کی جارہی ہے اور یہ تعریف بجا بھی ہے۔ تاہم اس سے فٹ بال کے کھلاڑی مردوں کے لباس میں اسلام کے ستر سے متعلق احکام کی خلاف ورزی ختم نہیں ہوتی اور بنیادی معاملہ غلط ہی رہتا ہے۔ البتہ آج کے دور میں شاید یہ بھی غنیمت ہے۔

9 افغانستان کی تازہ اطلاعات

اکتوبر کے اواخر میں اطلاع آئی کہ سابق صدر حامد کرزئی کو طالبان حکومت نے ملک سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی وہ جرمنی میں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے جانا چاہ رہے تھے۔

کرکٹ ورلڈ کپ ٹی ٹونٹی میں افغانستان کی بطور ٹیم شرکت کا چرچا رہا۔ افغانستان کی ٹیم نے ہر میچ میں اچھا مقابلہ تو کیا مگر کوئی بھی میچ جیت نہیں سکی اور اگلے راؤنڈ میں نہ جا سکی۔

جاپان نے افغانستان میں سفارت خانہ کھول کر سفیر کو تعینات کر دیا ہے۔ طالبان حکومت نے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا۔ (باقی برصفحہ 61 پر)

تبصرہ وتعارف کتب

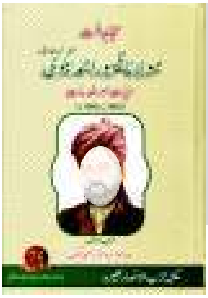

1

مجاہد ملت مولانا ظہور احمد بگویؒ......حیات اور خدمات

مولف: صاحبزادہ انوار احمد بگوی

ناشر: مکتبہ حزب الانصار بھیرہ سرگودھا

مولانا ظہور احمد بگویؒ (1900ء-1945ء) بگویہ خاندان کے روشن ستاروں میں بہت نمایاں ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ تحریک آزادیٔ ہند، نظریۂ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے لیے بھی عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کو ان کی خدماتِ جلیلہ پر خراجِ تحسین اور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ نے تین خصوصی شمارے شائع کیے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب اصل میں ان شماروں کی علیحدہ کتاب کی شکل میں اشاعت ہے اور اس میں مزید خاندان اور دیگر علمی اور تبلیغی خدمات کا تذکرہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب جہاں تحریک پاکستان کے ایک گم شدہ باب کو بازیاب کرتی ہے وہاں اسلاف کی قربانیوں اور جانسپاریوں کے تذکرہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ایک نیا ولولہ بھی عطا کرتی ہے۔ (صفحات: 344، قیمت: درج نہیں)

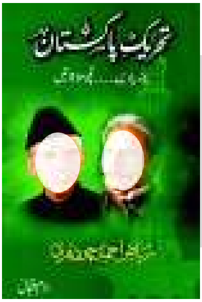

2

تحریک پاکستان......چند یادیں، کچھ ملاقاتیں

مولف: ریاض احمد چودھری

ناشر: بزمِ اقبال، ۲ کلب روڈ، لاہور

کتاب کے مولف گزشتہ سات دہائیوں سے صحافت کے

شعبہ سے منسلک ہیں، انھوں نے تحریک پاکستان کے ایک کارکن کی حیثیت سے بھی کام کیا ہے، اور ملک کے متعدد جریدوں روزنامہ تسنیم، روزنامہ آفاق، روزنامہ امروز، روزنامہ جسارت، نوائے وقت، پاکستان ٹائمز وغیرہ کے لیے بھی صحافتی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور ملک میں سیاسی سرگرمیوں میں بھی فعال کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اور وطن عزیز میں اسلامی اقدار اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کی جدوجہد میں صف اول میں رہ کر کام کررہے ہیں اور ساتھ ساتھ تعلیماتِ فکرِ اقبال کی ترویج کے لیے بھی کوشاں ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ان کی یادوں، ملاقاتوں اور مختلف اوقات میں لکھے گئے کالموں پر مشتمل ہے اور انھوں نے اس کتاب میں بہت سے رازہائے دروں خانہ کو حوالہ قرطاس کردیا ہے۔ تاکہ قوم اس کا مطالعہ کر کے ماضی سے سبق حاصل کرے اور مستقبل کو بہتر بنا سکے۔ (صفحات: 360+، قیمت: 600 روپے)

3 عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف یہود وہنود
اور نصاریٰ کی خوفناک سازشیں

مولف: الحاج ظہور الحسن قادری 0334-6423073

ناشر: تعمیرِ ملت فاؤنڈیشن، نزد محمود پارک، کمالیہ

یہ مختصر کتابچہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب: صہیونی اربابِ دانش کے وثیقے۔ دوسرا باب جدید عالمی نظام کے لیے امریکہ کا لائحہ عمل (نیو ورلڈ آرڈ) اور تیسرا باب آر ایس ایس کی خفیہ دستاویز (نریندر مودی کا 2022ء کا نیو انڈیا)۔ ہر باب میں دیگر اہل قلم حضرات کی عبارتیں خوشہ چینی کر کے نقل کی گئی ہے۔ بقول مؤلف ''یہ کتاب اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کا پردہ چاک کرنے کی خاطر شائع کی جارہی ہے تاکہ غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے مسلمان بیدار ہوں اور اپنے مستقبل کی نسلوں کو بچانے کے لیے سوچیں''۔ (صفحات: 32)

4 نام کتاب: پاکستان ایک نور ہے اور نور کو زوال نہیں

مولف: الحاج ظہور الحسن قادری

ناشر: تعمیرِ ملت فاؤنڈیشن، نزد محمود پارک، کمالیہ

برطانوی ہند کے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد ملک کا حاصل

کر لینا اتنا آسان نہیں تھا، برطانوی سامراج مسلمانوں کے لیے آزاد ریاست نہیں چاہتا تھا، ہندو بھی اس کے شدید مخالف تھے اور مسلمانوں میں بھی گروہ بندی کے علاوہ اکثر کسمپرسی اور غلامی کی سی زندگی گزار رہے تھے اس سب کے باوجود پاکستان کا معرضِ وجود میں آجانا ایک معجزہ یا Divine intervention ہی تھا۔ پھر قیامِ پاکستان کے بعد سے لیکر اب تک دنیا کی چھوٹی بڑی طاقتیں اس کے خلاف سازشیں کر رہی ہیں اور ہر طرح سے اس کو کمزور کرنے اور مٹانے کے درپے رہی ہیں ان کی ایسی پہاڑوں کو ہلا دینے والی سازشوں کے باجود بھی 75 سالوں سے پاکستان کا موجود رہنا یہ بھی یقیناً تائیدِ ایزدی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس تائید کا ظہور کئی واقعات سے بھی ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مختصر کتابچے میں مؤلف نے اس قسم کے چند واقعات، ملفوظات اور پیشگوئیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ (صفحات: 32)

بقیہ از یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

طالبان وفد نے ترکی میں حماس کے سیاسی دفتر کے سربراہ اسماعیل حنیہ سے ملاقات کی اوران کے سیاسی موقف کی حمایت کا اعلان کیا۔

پاکستان اور چین نے مشترکہ اعلامیہ میں امریکہ سے افغانستان کے اثاثے غیر منجمد کرنے پر زور دیا۔

افغان حکام نے نومبر کے شروع میں طالبان بانی امیر ملا عمرؒ کی زابل میں قبر کو ظاہر کر دیا اوراس سلسلے میں باقاعدہ تقریب ہوئی۔

پاکستان اور افغانستان کے سرحدی تعلقات غیر مناسب طور پر چل رہے ہیں۔ 13 نومبر کو چمن سرحد پر فائرنگ ہوئی۔ کچھ دن سرحد بند رہی اور پھر کھول دی گئی۔ اسی طرح قبائلی ضلع کرم کے بارڈر پر بھی فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔

او آئی سی تنظیم نے کابل میں اپنا دفتر کھول دیا ہے اوراس سلسلے میں تقریب میں مختلف سفیروں نے شرکت کی۔

آئینۂ حکمتِ بالغہ

2022ء

مشمولات — جنوری 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	176-172 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	6
4	القرآن الکریم جیسے میں سمجھا اور بیان کیا	انجینئر مختار فاروقی	9
5	سفر روم (سیرۃ امام المرسلین ﷺ)	ساجد محمود مسلم	24
6	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (2)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	32
7	مطالعہ سورۃ الکہف اور فتنۂ دجال	محمد نعمان اصغر	28
8	بدلتا ہوا سعودی عرب	محمد منظور انور	46
9	خود کو بدلیں!!	ع-ت بنت فاروقی	51
10	یادِ فاروقی	کرنل اشفاق احمد، حافظ شفیق، عبدالقیوم حقانی، مولانا غلام قادر ہراج۔ عبداللہ ابراہیم	53
11	رسید تحائف		62

مشمولات — فروری 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	179-177 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	6
4	قرآن کریم کا ترجمہ مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	9
5	...........مطالعہ سُورۃ الکہف (2)	محمد نعمان اصغر	25
6	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (3)	ترجمہ حافظ خالد حیات محمود	44
7	کیا پہنیں؟ کیا نہ پہنیں؟	ع-ت بنت فاروقی	46
8	انجمن کی سالانہ رپورٹ 2021ء		50
9	یادِ فاروقی	پروفیسر خلیل الرحمٰن، مولانا محمود الرشید حدوٹی، پروفیسر سلطان الطاف علی، قرۃ العین خان، مولانا عبدالقہار، مولانا سید علی شاہ حقانی، عبداللہ ابراہیم	55

مشمولات — مارچ 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	184-180 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	6
4	قرآن کریم کا ترجمہ مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	8
5	...........مطالعہ سُورۃ الکہف (3)	محمد نعمان اصغر	26
6	دجال اصفہان کو اپنا مرکز کیوں بنائے گا؟	ساجد محمود مسلم	43
7	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (4)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	48
8	آوارگی اور حیا باختگی کو روکیے!	محمد اعجاز مصطفےٰ	52
9	یادِ فاروقی	عبداللہ ابراہیم	61

مشمولات — اپریل 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	188-185 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	9
5	ماہِ رمضان المبارک کا مقصد؟	انجینئر عبداللہ اسماعیل	23
6	...........مطالعہ سُورۃ الکہف (4)	محمد نعمان اصغر	29
7	رمضان المبارک کا استقبال کیجیے	حافظ عطاء الرحمٰن	43
8	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (5)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	51
9	رمضان المبارک کی برکتیں کیسے سمیٹیں؟	ع-ت بنت فاروقی	56
10	بے حیائی اور لادینیت کو روکنے کی ضرورت	محمد منظور انور	58
11	”ماند پڑ جائے گی ہر ملحد مفکر کی چمک“	ڈاکٹر ممتاز عمر	62

مشمولات — مئی 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	193-189 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	6
4	قرآن کریم کا ترجمہ مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	8
5	...........مطالعہ سُورۃ الکہف (5)	محمد نعمان اصغر	20
6	دوروزے	مولانا ابوالحسن ندوی	28
7	کیا بائبل پر ایمان لانا ہم پر واجب ہے؟	ساجد محمود انصاری	37
8	ریموٹ کنٹرول جمہوریت اور ریاستی گدھ	محمد منظور انور	46
9	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (6)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	54
10	تبصرہ وتعارف کتب		61

مشمولات — جون 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	196-193 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	14
5	........مطالعہ سُورۃ الکہف (6)	محمد نعمان اصغر	30
6	بیوی کا نان نفقہ	ساجد محمود انصاری	42
7	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (7)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	45
8	دیر آید درست آید	محمد منظور انور	51
9	شاکلہ ــــ ہے کیا؟	ع۔ت بنت فاروقی	57
10	خوبصورت عمل	قرۃ العین خان	59
	یادِ فاروقی		61

مشمولات — جولائی 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	200-199 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	9
5	یہ قربانی کیا ہے؟	حافظ عطاء الرحمٰن	20
6	........مطالعہ سُورۃ الکہف (7)	محمد نعمان اصغر	26
7	اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت پاکستان کی ناشکری	خورشید انجم	34
8	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (8)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	46
9	......پاکستان میں غیر ملکی مداخلت اور......	محمد منظور انور	51
10	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ است	عبداللہ ابراہیم	57
11	تبصرہ وتعارف کتب		62

مشمولات — اگست 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	207-201 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	11
5	........مطالعہ سُورۃ الکہف (8)	محمد نعمان اصغر	32
6	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (9)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	40
7	اُسوۂ ابراہیمی علیہ السلام	محمد رشید عمر	45
8	پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ	محمد منظور انور	53
9	پاکستانی ریاست اور عوام کی دُکھتی رگ: معیشت	محمد نذیر یاسین	59
10	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	61

مشمولات — ستمبر 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	212-208 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	9
5	نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت	انجینئر عبداللہ اسماعیل	28
6	دورِ فتن کی علامات (1)	محمد نعمان اصغر	41
7	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (10)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	53
8	یادِ فاروقی	محمد منظور انور	58
9	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	62

مشمولات — اکتوبر 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	214-213 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	9
5	دورِ فتن کی علامات (2)	محمد نعمان اصغر	20
6	عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت	مولانا محمد انور چیمہ	28
7	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (11)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	32
8	مدارس دینیہ میں تخصص فی التفسیر وعلوم القرآن	خورشید احمد سعیدی	37
9	......اللہ سے ڈرو	محمد منظور انور	46
10	قرآنی انقلاب ــــ کیوں اور کیسے؟	ساجد محمود انصاری	51
11	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	61

مشمولات — نومبر 2022ء

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	217-215 : 02	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		6
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
4	قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقی	9
5	دورِ فتن کی علامات (2)	محمد نعمان اصغر	24
6	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	محمد رشید عمر	35
7	تربیت اولاد کے اسلامی اصول (12)	ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود	43
8	ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ	مولانا محمد انور چیمہ	50
9	احتساب کا ڈرامہ اور قانون اور انصاف کا جنازہ	محمد منظور انور	54
10	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است	عبداللہ ابراہیم	61

ماهنامه

حکمت بالغه

جھنگ

کے مشن میں تعاون کریں

بچہ کار آیدت ز گل طبقے؟
پھولوں کا طبق تیرے کس کام آئے گا؟
از گلستان من ببر ورقے
میرے گلستان کا ایک ورق لے جا
گل ہمیں پنج روز شش باشد
پھول یہی پانچ چھ روز رہے گا
ویں گلستان ہمیشہ خوش باشد
اور یہ گلستان ہمیشہ تازہ رہے گا

(حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

ماہنامہ حکمت بالغہ کے مستقل خریدار بنیں

اور

اپنے دوستوں کو سالانہ خریداری کا تحفہ دیں

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی
زرِتعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

سالانہ زرتعاون: اندرونِ ملک 600 روپے

قائدِاعظمؒ نے فرمایا:

قائدِاعظم محمد علی جناح نے اپنی وفات بتاریخ 11 ستمبر 1948ء سے دو تین دن پہلے پروفیسر ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے فرمایا:

”تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔“

بیان ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب، روزنامہ جنگ 11 ستمبر 1988ء

ان شاءاللہ

مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْر

25 روزہ قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہو سکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کر سکیں۔

اس کورس میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا منتخب نصاب، تاریخ اسلام، بنیادی عربی گرائمر اور کلامِ اقبال پڑھایا جاتا ہے۔ یہ کورس قرآن اکیڈمی جھنگ میں وقتاً فوقتاً جزوقتی اور کل وقتی منعقد ہوتا ہے اور اب تک الحمدللہ 68 کورس منعقد ہو چکے ہیں۔

09 جنوری 2023ء سے کل وقتی کورس کا آغاز ہوگا
جس میں ملک بھر کے تمام شہروں سے لوگ شریک ہو سکتے ہیں

اس کورس میں شرکاء کے لیے قیام وطعام کا انتظام بھی ہوگا۔
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

شرکت کے خواہشمند حضرات بذریعہ فون یا واٹس ایپ اپنا نام رجسٹر کروائیں

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861-63, 0336-6778561(WhatsApp), 0312-6898181

Vol 16
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
DECEMBER 2022
No 12

فکرِ فاروقیؒ

معاشی ترقی بمقابلہ نظریاتی گراوٹ

الحمدللہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ غیرنظریاتی ممالک یا سیکولر ممالک کا نظریہ ـــ عوام اورعوامی رُجحانات (TRENDS) متعیّن کرتے ہیں۔لہٰذا حکومتی سطح پرعوامی آزادی اور آزادرویّوں کا اہتمام ہی ملکی استحکام کا ضامن ہوتا ہے،ان ممالک میں معاشی ترقی سے وہ سہولتیں فراہم ہوتی ہیں جوعوام کو اپنے جذبات اور رجحانات کے بلاخوف وخطر اظہار کے لیے ضروری خیال کی جاسکتی ہیں۔ سیکولر ممالک میں معاشی ترقی ہی واحد ہدف ہے جو حکومتوں کے سامنے ہوتا ہے۔آج مغربی تہذیب کا بالادستی کے دور میں ایک سیکولر نقطۂ نظر سے معاشی ترقی ہی کسی قوم کی خوشحالی، آسودگی اور کامیابی کا پیمانہ (YARD STICK) سمجھا جاتا ہے۔جبکہ نظریاتی ممالک میں معاشی استحکام یا معاشی ترقی کو نظریاتی استحکام کے تحت سمجھا جاتا ہے اور ایسا ہی نقطۂ نظر ایک نظریہ کی بقاواستحکام کا ضامن ہوسکتا ہے اور معاشی ترقی سمیت تمام دیگر اجتماعی و انفرادی اہداف 'ملکی وقومی نظریہ' کے تابع سمجھے جانے چاہئیں بالفاظ دیگر معاشی ترقی سے اگر نظریاتی تشخّص اور نظریہ کمزور پڑتا ہو تو ایسی ترقی نظریاتی ریاست کے لیے 'زہر' سے زیادہ خطرناک ہے۔مفکّر پاکستان علامہ اقبال نے بہت پہلے فرمایا تھا:

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملّت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارا
ہو فکر اگر خام تو آزادئ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

مسلمانانِ پاکستان کو معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ یا اس سے بھی پہلے نظریاتی استحکام،نظریۂ پاکستان کی پختگی، دوقومی نظریہ کی تازگی، آبیاری اور فروغ کی ضرورت ہے۔

(حکمت بالغہ جنوری 18ء)